رزق میں برکت کا نسخہ

یَا لَطِیْفُ 100 بار پڑھ کر ایک مرتبہ پارہ 25 سورۃُ الشّوریٰ کی آیت 19 پڑھنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

(چڑیا اور اندھا سانپ، ص26)

دشمن کے شر و فساد سے محفوظ رہنے کا وِرد

اگر طاقتور دشمن سے جان و مال کو خطرہ لاحق ہو تو ہر نماز کے بعد یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام 421 بار (اوّل آخر ایک بار دُرُودِ پاک) پڑھئے پھر گڑ گڑا کر حفاظت کی دعا کیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ دشمن کے شرّ و فساد سے محفوظ رہیں گے۔

(رسالہ: مینڈک سوار بچھو، ص23)

بخار کا روحانی علاج

جس کو بخار ہو سات بار یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔ (مستدرک للحاکم، 5/592، حدیث:8324) اگر مریض خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا نمازی آدمی سات بار پڑھ کر دَم کر دے یا پانی پر دم کر کے پلا دے اِنْ شَآءَ اللہ بخار اُتر جائے گا۔ ایک مرتبہ میں بخار نہ اترے تو بار بار یہ عمل کریں۔ (کام کے اوراد، ص5)

دردِ اعضاء کے لئے

نماز کے بعد سات بار پارہ 28 سورۃُ الحشر کی آیت 21 پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے درد کی جگہ پر ملے درد جاتا رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ۔ (مدنی پنج سورہ، ص243)

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ
رنگین شمارہ
فیضانِ مدینہ
(دعوتِ اسلامی)

اگست 2022ء/ محرم الحرام 1444ھ

شمارہ: 08 جلد: 6

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر: سراجُ الْاُمّہ، کاشفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

+922111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923012619734
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

قیمت	رنگین شمارہ: 150 روپے	سادہ شمارہ: 80 روپے
ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات	رنگین: 2500 روپے	سادہ شمارہ: 1700 روپے
ممبر شب کارڈ (Member Ship Card)	رنگین: 1800 روپے	سادہ شمارہ: 960 روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مجھ پر دُرُود شریف پڑھو، اللہ کریم تم پر رحمت بھیجے گا۔ (الکامل لابن عدی، 5/505)

گناہِ بے لذت

مفتی محمد قاسم عطاری*

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَاؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۵۱) ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ فرمادے تو وہ عرض کریں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (پ18، النور: 51)

تفسیر: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی شان بیان فرمائی ہے کہ اُن کا طریقہ ہر حکمِ خداوندی تسلیم کرنا اور اُس کے سامنے اپنا سر جھکا دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کا نام "اطاعت" ہے اور حکم پر عمل نہ کرنے کا نام "مَعْصِیت یعنی نافرمانی" ہے۔ نافرمانی کے لئے قرآن مجید میں بہت سے الفاظ بیان ہوئے ہیں جیسے "فِسْق، عُدْوان، حَرام" اور "اِثْم" وغیرہا، قرآنِ پاک میں ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم آپس میں مشورہ کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کا مشورہ نہ کرو۔ (پ28، المجادلۃ: 9) اِن سب الفاظ میں گناہ کا مفہوم مشترک ہے۔

گناہوں کی کچھ تفصیل: گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، خفیہ ہو یا اعلانیہ، اُس میں لذّت ہو یا نہ ہو، بہر صورت گناہ، گناہ ہی ہے اور خدا کی طرف سے ہونے والی پکڑ کا ہمیں علم نہیں کہ کس گناہ پر گرفت فرمادے۔ ہمارے معاشرے میں گناہوں کا چلن اِس حد کو پہنچ گیا ہے کہ نوجوانوں میں ایسے گناہ بھی کثرت سے نظر آنے لگے ہیں جن میں کوئی لطف و لذت بھی نہیں، بس خوامخواہ مختلف اداکاروں، گلوکاروں اور بُرے لوگوں کے پیچھے لگ کر وہ کام شروع کر دیتے ہیں، جیسے مَردوں کا کانوں میں بالیاں، انگلیوں میں سونے یا عام دھاتوں کی انگوٹھیاں، ہاتھوں میں بریسلٹ، کڑے اور گلے میں دھاتی چین (زنجیر) پہننا، یونہی شارٹس کے نام پر ایسی چڈیاں پہننا جن میں گھٹنے اور رانیں کھلی نظر آتی ہیں، بدن پر ٹیٹو (رنگ برنگے پختہ ڈیزائن) بنوانا، یونہی داڑھیوں کی عجیب و غریب فیشن والی تراش خراش کرنا۔ یہ عجیب بے لذت گناہ ہیں کہ سوائے اپنے خیالوں میں خود کو کچھ منفرد سمجھنے کے حقیقت میں حاصل وصول کچھ بھی نہیں۔

اِن گناہوں کے اسباب: ایسے گناہوں کے اِرتکاب کی دو وجہیں ہوتی ہیں۔

ایک وجہ لاعلمی ہے کہ اُس شے کا گناہ ہونا ہی معلوم نہیں۔

دوسری وجہ نفس و شیطان کی پیروی اور خدا کے حکم پر عمل کا شوق نہ ہونا۔ دونوں وجوہات ہی مسلمان کی آخرت کو

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

نقصان پہنچانے والی اور اُس کے ایمانی ذوق کے خلاف ہیں۔ اِن دونوں وجوہات کے خاتمے کا طریقہ نیچے پیش کیا جاتا ہے۔

ارتکابِ گناہ کے پہلے سبب "لاعلمی" کا تدارُک!

پہلا سبب لاعلمی ہے اور اوپر بیان کردہ بے لذت گناہوں کے حوالے سے اِس کا حل یہ ہے کہ شرعی حکم اور ان گناہوں پر وعیدیں جان لیں۔ آیئے احکامِ شریعت و گناہوں کی وعیدیں پڑھتے ہیں:

پہلا گناہ: گناہِ بے لذت کی بڑی واضح اور عام پائی جانے والی مثال مختلف دھاتوں کے چھلے اور شرعی معیار سے ہٹ کر پہنی جانے والی انگوٹھیاں ہیں۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ مرد کے لیے چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ایک نگینے والی ایک انگوٹھی کے سِوا کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا چھلے یا کڑے وغیرہا کچھ بھی جائز نہیں، چنانچہ ایک آدمی رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آیا، اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟ اس نے وہ انگوٹھی اتار دی، پھر آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ اس نے وہ بھی اتار دی اور عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: چاندی کی انگوٹھی بناؤ اور ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے پورے نہ کرنا۔ (ابوداؤد، 4/122، حدیث:4223)

دوسرا گناہ: بہت سے نوجوان آج کل لوہے کے کڑے یا دیگر مختلف دھاتوں کے بریسلٹ (Bracelet) بھی پہنتے ہیں، یہ بھی ناجائز و گناہ ہے۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مَردوں کے کڑے پہننے پر سخت وعید بیان فرمائی، چنانچہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کا کڑا دیکھا، تو فرمایا: تجھ پر افسوس ہے، تو نے کیا کر دیا؟ اس نے عرض کیا: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ میں نے بیماری کی وجہ سے پہنا ہے، تو اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس سے تیری بیماری میں اضافہ ہی ہو گا۔ اس کڑے کو اتار دے، کیونکہ اگر تو اس حالت میں مر گیا، تو تُو کبھی بھی فلاح پانے والوں میں نہیں ہو گا۔

(مسندِ امام احمد، 33/204، حدیث:20000)

تیسرا گناہ: لڑکوں کا اپنے کانوں میں بالیاں لٹکانا ہے، یہ ناجائز و حرام ہے، کیونکہ بالیاں پہننا عورتوں کا کام ہے اور مرد کو حکم ہے کہ وہ عورتوں کی مشابہت اختیار نہ کرے، اور جو مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کرے اُس پر لعنت ہے، چنانچہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن مَردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے اور اُن عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں، لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری، 4/73، حدیث:5885)

چوتھا گناہ: مردوں کا سونے چاندی کی زنجیریں پہننا ہے۔ یہ بھی مَردوں پر حرام ہے، کیونکہ چاندی یا سونے کی چین پہننا عورتوں کے لیے جائز ہے، جبکہ مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی مخصوص شرائط کے ساتھ ہی جائز ہے، اِس کے سوا سونے اور چاندی کی کسی بھی قسم کی زینت مرد کو حلال نہیں۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے دائیں ہاتھ میں سونا اور بائیں ہاتھ میں ریشم پکڑ کر ہاتھ بلند کر کے واضح الفاظ میں فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مَردوں پر حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

(ابن ماجہ، 4/157، حدیث:3595)

پانچواں گناہ: "شارٹس / Shorts" (چھوٹے سائز کی چڈیاں) پہننا ہے۔ آج کل کے لڑکے گلیوں، سڑکوں پر ایسے شارٹس (چھوٹے سائز کی چڈیاں) پہن کر پھرتے ہیں، جنہیں پہن کر گھٹنے اور رانیں کھلی ہوتی ہیں، حالانکہ گھٹنا اور رانیں سِتر یعنی چھپانے والے اعضاء میں داخِل ہیں، چنانچہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو اُس کی ران کُھلی ہوئی تھی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اپنی ران چھپالو کیونکہ یہ بھی مرد کے سِتر (پردہ) میں سے ہے۔ (مسندِ امام احمد، 4/295، حدیث:2493)

اِسی طرح نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بالخصوص "گھٹنے" کے

متعلق ارشاد فرمایا: گھٹنا عَورت سے ہے، یعنی سِتر (چھپانے والے اعضاء) کا حصہ ہے۔ (دار قطنی، 1 / 431، حدیث: 889)

چھٹا گناہ: جسم پہ مختلف ڈیزائن کے ٹیٹوز بنوانا ہے۔ یہ فعل اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز کو تبدیل کرنا ہے جو حرام اور شیطانی کام ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا: ﴿وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِؕ﴾ ترجمہ: (شیطان نے کہا) اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔ (پ5، النسآء: 119) اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی لعنت ہو گُودنے اور گودوانے والیوں، بال اکھاڑنے والیوں، اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنوانے والیوں، اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر۔ (بخاری، 4 / 87، حدیث: 5948) (گُودنا یہ ہے کہ کھال میں سوئی چبھو کر کوئی رنگ وغیرہ بھر دیا جائے، یہ ٹیٹو بنانے کی قدیم صورت سمجھ لیں۔)

ساتواں گناہ: داڑھی منڈوانا یا ایک مٹھی سے کم مختلف فیشن کی داڑھی رکھنا ہے۔ نوجوانوں کی اکثریت اِس واجب کی تارِک نظر آتی ہے، حالانکہ داڑھی سنتِ متواترہ و متوارثہ، دینی و مذہبی شِعار اور تمام انبیائے کرام کی سُنَّت ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی درجنوں احادیث میں داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے جب حج یا عمرہ کیا تو آپ نے اپنی داڑھی کو ایک مٹھی میں لیا اور نیچے سے جو مٹھی سے زائد تھی، اُسے کاٹ دیا۔ (بخاری، 4 / 75، حدیث: 5892)

ارتکابِ گناہ کا دوسرا سبب اور اُس کا تدارُک!

دوسری وجہ نفس و شیطان کی پیروی اور خدا کے حکم پر عمل کا شوق و جذبہ نہ ہونا ہے۔ یہ کیفیت بندے کو ہر طرح کے گناہوں پر آمادہ اور جری کرتی ہے۔ **اس سبب کا ازالہ و علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر نظر ہو** کہ ہمارا پاک پروردگار ہمیں کیا حکم فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗؕ﴾ ترجمہ: اور ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑ دو۔ (پ8، الانعام: 120) **اور اس پر بھی توجہ رہے کہ قیامت کے دن ہر چھوٹی بڑی اچھائی اور برائی انسان کے سامنے لائی جائے گی،** چنانچہ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ﴿یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ(۱۶)﴾ ترجمہ: اے میرے بیٹے! برائی اگر رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں، اللہ اسے لے آئے گا بیشک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے۔ **اور آدمی اس وقت کو یاد کرے جب نامۂ اعمال کھولا جائے گا تو ہر چھوٹا بڑا عمل اس میں لکھا ہوا ہوگا اور گناہوں پر کیسی شرمندگی ہوگی،** چنانچہ فرمایا: ﴿وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَاۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًاؕ وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۠(۴۹)﴾ ترجمہ: اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس میں جو (لکھا ہوا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے: ہائے ہماری خرابی! اس نامہ اعمال کو کیا ہے کہ اس نے ہر چھوٹے اور بڑے گناہ کو گھیرا ہوا ہے اور لوگ اپنے تمام اعمال کو اپنے سامنے موجود پائیں گے اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

(پ15، الکہف: 49)

خدارا! اپنی آخرت کی فکر کریں اور بالعموم ہر طرح کے گناہ اور بالخصوص اِس طرح کے بے لذت گناہ (**کانوں میں بالیاں، انگلیوں میں سونے یا عام دھاتوں کی انگوٹھیاں، ہاتھوں میں بریسلٹ، کڑے اور گلے میں دھاتی چین (زنجیر) پہننا، یونہی شارٹس کے نام پر ایسی چڈیاں پہننا جن میں گھٹنے اور رانیں کھلی نظر آتی ہیں، بدن پر ٹیٹو (رنگ برنگے پختہ ڈیزائن) بنوانا، یونہی داڑھیوں کی عجیب و غریب فیشن والی تراش خراش کرنا**) چھوڑ دیجیے، کہ اِسی میں دنیا کی عافیت اور آخرت کی نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچنے کا جذبہ اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مصیبت و پریشانی میں بھی بھلائی ہے

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ یعنی اللہ پاک جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے مصیبت میں مبتلا فرما دیتا ہے۔[1]

مصیبت کسے کہتے ہیں؟ ہر وہ ناپسندیدہ چیز جو انسان کو آزمائش میں ڈالے وہ مصیبت ہے۔[2] نیز مصیبت سے اولاد، بیماریوں اور مال کی صورت میں پہنچنے والی آزمائش بھی مراد ہے یعنی بندے کو کبھی بیماری، کبھی اولاد اور کبھی مال کے ذریعے آزمایا جاتا ہے، یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہتا ہے اور بندہ اللہ پاک کی بارگاہ میں گناہوں سے پاک ہو کر حاضری دیتا ہے۔[3]

حدیثِ پاک کا معنیٰ و مفہوم شارحینِ حدیث نے اس مفہوم کی احادیث کی شرح میں جو کچھ بیان فرمایا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے:

1 مؤمن کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تاکہ یہ آزمائش اُس کے گناہوں کا کفّارہ بن جائے۔[4]

2 آزمائش آنے کی صورت میں بندے کو دو طرح سے بھلائی ملتی ہے: (۱) حال (Present) کے اعتبار سے ملنے والی خیر یہ ہے کہ بندہ اِس مصیبت کی وجہ سے اللہ پاک کی بارگاہ میں التجا و رجوع کرتا ہے (اور یوں اللہ کریم کے قریب ہو جاتا ہے) (۲) نتیجے (Result) کے اعتبار سے ملنے والی خیر یہ ہے کہ بندے کے گناہ مٹ جاتے ہیں یا اُس کے لئے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا گناہ مٹنے اور نیکیاں لکھنے کا سلسلہ ایک ساتھ ہوتا ہے۔[5]

3 جان و مال مصیبت و پریشانی سے محفوظ ہوں تو بسا اوقات غفلت کا مرض بھی لگ جاتا ہے ایسی صورت میں آنے والی مصیبت نفس کے لئے لگام کا کام دیتی ہے جس سے بندہ اللہ پاک کی بارگاہ کی طرف لوٹ آتا ہے اور (صبر اور دیگر نیکیاں کرکے) ثواب کا حق دار قرار پاتا ہے۔[6]

انعام یافتہ بندوں کی سیرت سے درس حاصل کیجئے اللہ پاک کے انعام یافتہ بندوں میں انبیا و رُسُل، صدیقین، شہدا اور اولیا و صالحین شامل ہیں، اِن حضرات کی زندگی آزمائشوں سے بھرپور ہوا کرتی ہے، یہ آزمائشیں ہیں جو اِن صبر و استقامت کی پیکر شخصیات کو نمایاں کرتی ہیں، مشکلات میں اِن حضرات کی زبان پر شکوے شکایات نہیں ہوتے بلکہ حکمت بھرے سنہرے الفاظ ہوتے ہیں، اِن حضرات کی مبارک زندگی ظلم کے اندھیروں اور مصیبت کے طوفانوں میں بھی ایسی رہنمائی عطا کرتی ہے

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

جس سے آنکھوں کو روشنی، دل کو ہمت اور کردار کو خوب صورتی نصیب ہوتی ہے اور ان حضرات کے مصائب سہنے اور ان کی وجہ سے انہیں انعاماتِ خداوندی ملنے کے واقعات سے بندے پر واضح ہو جاتا ہے کہ در اصل مصائب پر صبر کرنا ہمارے لئے بارگاہِ الٰہی سے خیر حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ محرّمُ الحرام کا مبارک مہینا ہمیں شہدائے کربلا کی یاد دلاتا ہے اور یہ بھی سکھاتا ہے کہ بارگاہِ الٰہی سے بھلائی کے طلب گار ہو تو کربلا والوں کے کریمانہ انداز اپناؤ اور میدانِ کربلا میں اِن پر آنے والی آزمائشوں سے بھی درس حاصل کرو تاکہ مصیبت و آزمائش میں صبر و شکر کے ساتھ کھڑے ہونا سیکھ سکو۔

”مصیبت و آزمائش“ جعلی تو نہیں؟ کئی مصیبتیں اور آزمائشیں وہ ہوتی ہیں جو ”اصلی“ نہیں ہوتیں بلکہ جعلی ہوتی ہیں اور یہ جعلی مصیبتیں ہماری حسرتوں، خواہشوں اور حرص و لالچ جیسی خراب عادتوں سے پیدا ہوتی ہیں، لوگوں کی چمکتی گاڑیاں یا سہولیات سے بھرپور لائف اسٹائل کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ کر اپنی قسمت کو کوستے رہنا، خود کو پیسے والا ثابت کرنے کے لئے غیر ضروری خرچہ کرنا وغیرہ جیسے کام وہ جعلی مصیبت و آزمائشیں ہیں جو ہماری زندگی سے خوشیاں چھین لیتی ہیں۔ اس بات کو واضح انداز میں سمجھنے کے لئے یہ حکایت پڑھئے:

ایک سکّے کے لیے 99 سکّوں کی خوشی گنوادی ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے پوچھا: میرے فلاں خدمت گار کے پاس کچھ بھی نہیں پھر بھی وہ مجھ سے زیادہ خوش رہتا ہے؟ وزیر نے مسکرا کر کہا: آپ 99 کا قانون استعمال کر کے دیکھئے۔ بادشاہ نے پوچھا: بھئی! یہ 99 کا قانون کیا ہے؟ وزیر نے عرض کی: بادشاہ سلامت! ایک تھیلی میں چاندی کے نناوے سکّے ڈالئے اور ایک پرچی پر یہ لکھ کر تھیلے کے باہر لگا دیجئے: چاندی کے 100 سکّے تمہارے لئے ہیں۔ یہ تھیلی اُس کے گھر کے باہر کسی خادم کے ذریعے رکھوا دیجئے، وہ دروازہ بجا کر اِدھر اُدھر ہو جائے اور آپ وہاں چھپ کر تماشہ دیکھئے۔ بادشاہ نے وزیر کی تجویز پر عمل کیا اور رات کو نناوے چاندی کے سکّوں کی تھیلی پر 100 سکّوں والی تحریر لکھوا کر اس خدمت گار کے گھر کے باہر رکھوا دی اور رکھنے والا دروازہ بجا کر اِدھر اُدھر ہو گیا۔

دروازہ بجنے کی آواز سُن کر خدمت گار باہر آیا، نظر تھیلی پر لکھی تحریر پر پڑی تو بہت خوش ہوا، تھیلی دروازے سے اندر لایا، دروازہ بند کیا اور وہیں بیٹھ کر چاندی کے سکّے گننے لگا، گنتی پوری ہوئی مگر سکّے نناوے نکلے، اُس نے دوبارہ گنے، اب بھی نناوے تھے یوں اُس نے مزید چند بار یہ سکّے گنے مگر ہر مرتبہ یہ سکّے نناوے ہی نکلے، اُس نے سوچا کہ گھر کے آس پاس ہی کہیں ایک سکّہ گر گیا ہوگا لہٰذا اُس نے گھر کے سارے لوگوں کو جگایا اور گھر کے اردگرد ایک سکّہ ڈھونڈنے پر لگا دیا، آدھی رات تک جب سکّہ نہ ملا تو اُس نے ناکامی پر اپنے بیوی بچّوں کی خوب بے عزّتی کی اور غصے اور بے چینی کی حالت میں خود گھر سے باہر بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے یہ تمام منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ جو بے شمار نعمتیں ہونے کے باوجود ایک خوشی حاصل کرنے میں اپنے آپ کو اتنا تھکا دیتے ہیں کہ اُنہیں زندگی کا ذائقہ کڑوا لگنے لگتا ہے اور یہ کڑواہٹ ٹپک ٹپک کر اِدھر اُدھر گرتی ہے جو معاشرے میں بے سکونی پھیلنے کا سبب بنتی ہے۔ بادشاہ یہ سوچنے لگا کہ آج تک میں نے بھی یہی کیا ہے اس لئے میں بھی کسی ایک نعمت سے محروم ہونے کا غم لے کر بے شمار نعمتوں کی لذّت سے محروم رہا۔

یاد رکھئے! زندگی کا حقیقی مزہ انہی کے حصّے میں آتا ہے جو اللہ کریم کی رضا میں راضی رہنا سیکھ جاتے ہیں اور جسے یہ ہُنَر نہیں آتا وہ آزمائشوں کا اشتہار بن کر مایوسی پھیلانے کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ کریم ہمیں ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 4/4، حدیث: 5645 (2) لمعات التنقیح، 4/19، تحت الحدیث: 1536 (3) الکوثر الجاری، 9/231، تحت الحدیث: 5645 (4) شرح بخاری لابن بطال، 9/372 (5) دلیل الفالحین، 1/180، تحت الحدیث: 39 (6) کشف المشکل من احادیث الصحیحین، 3/529، تحت الحدیث: 2039 ماخوذاً۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 10 سوالات وجوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 قربانی کا گوشت کھچڑے میں اِستعمال کرنا کیسا؟

سُوال: قربانی کا گوشت اگر کھچڑے میں اِستعمال کر لیا جائے جیسا کہ مُحَرَّمُ الْحَرام میں نیاز کے لئے کھچڑا بنایا جاتا ہے، تو کیا ایسا کرنا دُرُست ہے؟

جواب: قربانی کا گوشت نیاز کے کھچڑے میں بھی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ کھچڑا رشتے داروں اور دوستوں کو بھی کِھلا سکتے ہیں۔ جس نے قربانی کی وہ قربانی کے گوشت کا مالک ہے لہٰذا وہ گوشت کو شادی وغیرہ میں بھی اِستعمال کر سکتا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 2 محرمُ الحرام 1441ھ)

2 مدینے کی مچھلی

سُوال: کیا آپ نے مدینے کی مچھلی کھائی ہے؟

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں نے مدینے شریف میں مچھلی کھائی ہے، اس کو مدینے کی مچھلی ان معنوں میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ مدینے آگئی تھی ورنہ مدینے شریف میں رحمت کا سمندر ضرور ہے مگر پانی کا سمندر بظاہر نظر نہیں آتا۔ (مدنی مذاکرہ، 17 ربیع الآخر 1441ھ)

3 نو اور دَس محرم کے دِن قضا روزے رکھنے کا حکم

سُوال: اگر اسلامی بہن کو قضا روزے رکھنے ہوں تو کیا وہ نو اور دس مُحَرَّمُ الْحَرام کو رکھ سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر قضا کی نیت سے رکھے گی تو دُرُست ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 5 محرمُ الحرام 1441ھ)

4 عاشُورا کے دن گھر کی صفائی کرنا کیسا؟

سُوال: عاشُورا کے دن گھر کی صفائی کرسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! بالکل کرسکتے ہیں۔ صفائی تو اچّھی چیز ہے، اللہ و رسول کو پسند ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 6 محرمُ الحرام 1441ھ)

5 ”شادیاں آسمانوں پر طے ہوتی ہیں“ بولنا اور لکھنا کیسا؟

سُوال: شادی کارڈ پر لکھا ہوتا ہے کہ ”شادیاں آسمانوں پر طے ہوتی ہیں اور زمین پر منعقد کی جاتی ہیں“ تو اس طرح کہنا اور شادی کارڈ پر لکھوانا کیسا؟

جواب: اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے، لوحِ محفوظ بھی آسمانوں پر ہی ہے، جو جوڑے لوحِ محفوظ پر طے ہوتے ہیں دُنیا میں بھی وہی جوڑے ہوتے ہیں۔ جن کے بارے میں لوحِ محفوظ پر لکھا ہو کہ فُلاں سے فُلاں کی شادی ہو گی تو دُنیا میں اُنہیں سے ہو گی اور جن کے بارے میں نہیں لکھا ہو تو ان کی نہیں ہو گی۔ لہٰذا یہاں آسمانوں سے مُراد لوحِ محفوظ لیں گے۔

(مدنی مذاکرہ، 2 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ)

6 کیا سیلفی لیتے ہوئے مَرنا خودکشی ہے؟

سُوال: جو لوگ بلند مقامات، سخت خطرے کی جگہ سے سیلفی (Selfie) لیتے ہوئے گِر کر مَر جاتے ہیں، کیا اُن پر خودکشی

کا حکم لگے گا؟

جواب: یہ لوگ جان بوجھ کر اپنی جان کو ختم نہیں کرتے، اِس لئے اِن پر خودکشی کا حکم نہیں لگے گا۔ البتہ اِتنا ضرور ہے کہ ایسا کرنا اِن کے لئے شرعاً دُرُست نہ تھا۔ قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (پ2، البقرۃ:195) یہ لوگ اپنی بہادُری بلکہ حماقت کے چکّر میں آکر صرف یہ دِکھاوا کرنے کے لئے کہ میں بڑا ہمّت والا ہوں، دیکھو! میں نے کیسی سیلفی بنائی ہے؟ اس طرح اپنی جان خطرے میں ڈال دیتے ہیں اور بعض اَوقات موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ کوئی ٹرین سے کُچلا جاتا ہے تو کوئی چھت یا کسی عمارت سے گر پڑتا ہے۔ کچھ عرصے پہلے ہند کی ایک ویڈیو Viral (یعنی عام) ہوئی تھی جس میں ایک مسلمان نوجوان چڑیا گھر میں شیر کے ساتھ سیلفی بناتے ہوئے اُونچی دیوار سے شیر کے قریب گر گیا تھا اور شیر اُسے گھسیٹتا ہوا لے گیا تھا، اِس دوران اُس نوجوان کا ہارٹ فیل ہو چکا تھا۔

اللہ پاک اس کی مغفرت فرمائے اور غریقِ رحمت کرے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سیلفی بہت خطرناک چیز ہے، البتہ بعض اَوقات خطرناک نہیں بھی ہوتی، لیکن اِس کی وجہ سے لوگوں کو بس ایک مصروفیت مِل گئی ہے۔ موت اگر لکھی ہو تو کسی بہانے بھی آجاتی ہے اور اِنسان کو سمجھ نہیں پڑتی جس کی وجہ سے اِنسان کوئی ایسی حرکت کر گزرتا ہے اور پھر موت کے مُنہ میں چلا جاتا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

(مدنی مذاکرہ، 16 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ)

7 اگر روٹی پر لفظ "اللہ" لکھا ہو تو اسے کھانا کیسا؟

سُوال: آپ اِس تصویر میں دیکھ رہے ہیں روٹی پر لفظ "اللہ" لکھا ہوا ہے، اِس روٹی کو کھالیا جائے یا بطورِ تبرک رکھ لیا جائے؟ (مدنی چینل پر ویڈیو دِکھا کر سُوال کیا گیا، جس میں روٹی پر لفظ "اللہ" کا نقش واضح نظر آرہا تھا۔)

جواب: سُبْحٰنَ اللہ! لفظ "اللہ" بڑا واضح نظر آرہا ہے۔ اِس طرح کی چیزیں عام ہونے سے اللہ پاک کی محبت میں اِضافہ ہوتا ہے۔ بہر حال شرعاً اِس روٹی کو کھانا جائز ہے۔ تَعویذات میں بھی تو آیاتِ مُبارَکہ لکھی ہوتی ہیں ان کو بھی گھول کر پیتے ہی ہیں بلکہ اس کے عملیات بھی ہوتے ہیں کہ روٹی وغیرہ پر اللہ پاک کا فُلاں صِفاتی نام اتنی اتنی بار لکھ کر اس کو کھالیا جائے لٰہٰذا اِس روٹی کو کھانے میں بھی حَرَج نہیں ہے بلکہ اِس کو کھانا باعثِ بَرَکت ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 30 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ)

8 خوف دُور کرنے کا رُوحانی عِلاج

سُوال: رات کو اچانک آنکھ کھلنے کے بعد بہت ڈر لگتا ہے، اِس صُورت میں کیا کیا جائے؟

جواب: اگر ایسا ہو تو "یَا رَءُوْفُ، یَا رَءُوْفُ" پڑھتے رہیں، اِنْ شَآءَ اللہ خوف دُور ہو جائے گا۔ (مدنی مذاکرہ، 16 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ)

9 تکبیرِ تحریمہ پانے کے معنیٰ

سُوال: تکبیرِ تحریمہ پانے کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب: نماز شروع کرتے وقت کہی جانے والی سب سے پہلی تکبیر کو تکبیرِ اُولیٰ کہتے ہیں، اسے تکبیرِ تحریمہ بھی کہا جاتا ہے۔ تکبیرِ تحریمہ پانے کے معنیٰ یہ ہیں کہ امام کی قراءت شروع ہونے سے پہلے مقتدی ثنا یعنی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ مکمل پڑھ لے۔ البتہ بہارِ شریعت، جلد اوّل، صفحہ 571 پر ہے: اِمام کے ساتھ پہلی رَکعت کا رُکوع مل گیا تو تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت پا گیا۔

(مدنی مذاکرہ، 7 جُمادَی الاُخریٰ 1441ھ)

10 "دونوں" سے مراد کون؟

سُوال: سورۂ رحمٰن کی آیت مبارکہ ہے: ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ (پ27، الرحمٰن:16) یہاں دونوں سے کون مراد ہیں؟

جواب: اِس آیت میں دونوں سے مُراد انسان اور جنات ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 21 جُمادَی الاُخریٰ 1441ھ)

دارُالافتاء اہلسنت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

دارُالافتاءاہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزار ہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

01 چھینکنے والے نے الحمدُ لِلّٰہ آہستہ کہا تو کیا جواب دینا واجب ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بہارِ شریعت میں لکھا ہے کہ اگر چھینکنے والے نے حمد نہیں کی تو جواب نہیں۔ سوال یہ ہے کہ بعض اوقات چھینکنے والا شخص ہلکی آواز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتا ہے، جس کی آواز حاضرین کو نہیں آتی، اس وجہ سے حاضرین کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس چھینکنے والے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا ہے یا نہیں کہا تو کیا اس صورت میں چھینک کا جواب دینا واجب ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

چھینک کا جواب دینا اس وقت واجب ہوتا ہے کہ جب چھینک کے ساتھ ساتھ چھینکنے والے سے حمد (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ) بھی سنی جائے، لہٰذا چھینکنے والے نے ہلکی آواز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اور حاضرین نے نہیں سنا، تو جواب دینا واجب نہیں، البتہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب یہ معلوم نہ ہو کہ چھینکنے والے نے حمد کی ہے یا نہیں کی تو پھر یوں مشروط جواب دے دینا چاہیے کہ اگر تو نے حمد کی ہے تو یَرْحَمُكَ الله۔

واضح رہے اگر کوئی شخص بہت سارے لوگوں کی موجودگی میں چھینکا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا، تو سننے والوں میں سے ایک نے بھی جواباً یَرْحَمُكَ الله کہہ دیا تو سب سننے والوں کی طرف سے واجب ادا ہو جائے گا، اب سب کو جواب دینا واجب نہیں۔

بخاری شریف میں موجود حدیثِ پاک کا حصہ ہے: ”فاذا عطس فحمد الله فحق على كل مسلم سمعه ان يشمته“ یعنی کسی کو چھینک آئے اور وہ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد کرے تو ہر سننے والے پر واجب ہے کہ وہ اس کا جواب دے۔

(بخاری، 4/162، حدیث: 6223)

لمعات التنقیح میں ہے: ”فان لم يحمد لم يستحق الجواب، وان اخفى بحيث لم يسمعه الحاضر لم يلزمه ايضاً“ یعنی اگر چھینکنے والے نے حمد نہیں کی تو جواب کا مستحق نہیں اور اگر اس نے آہستہ حمد کی، حاضر شخص نے نہیں سنی تو بھی جواب لازم نہیں۔ (لمعات التنقیح، 8/80)

ردالمحتار میں ہے: ”اذا عطس رجل ولم يسمع منه تحميد يقول من حضره يرحمك الله ان كنت حمدت الله تعالىٰ“ یعنی

کوئی چھینکا اور اس سے حمد نہ سنی گئی تو جو موجود ہے وہ یوں جواب دے کہ اگر تونے حمد کی تو یَرْحَمُكَ الله۔ (ردالمحتار، 9/684)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

02 جو شخص امام کو پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں پائے تو نماز میں کیسے شامل ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں آئے اور امام صاحب پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں ہوں تو اس شخص کو پہلی رکعت تو نہیں ملی، جس کی وہ قضا امام کے سلام کے بعد کرے گا، سوال یہ ہے کہ کیا دوسرے سجدے میں امام کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے، اگر شامل ہو گیا تو جو ایک سجدہ رہ گیا ہے وہ سجدہ بھی اس کو کرنا ہو گا یا ایک سجدہ کر کے امام صاحب کے ساتھ کھڑا ہو جائے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب کوئی شخص امام کو دوسرے سجدہ میں پائے تو نماز میں ملنے کا طریقہ یہ ہے کہ قیام کی حالت میں تکبیرِ تحریمہ کہے پھر سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہے اور سجدہ میں امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اس صورت میں مقتدی پر اس سجدہ کی قضاء لازم نہیں ہو گی جو امام پہلے کر چکا ہے، بلکہ رہ جانے والی رکعت کو جب وہ ادا کرے گا تو اس رکعت کے سجدے بھی ادا ہو جائیں گے۔

اگر کوئی شخص اس موقع پر امام کے کھڑے ہونے کا انتظار کرے پھر نماز میں شامل ہو تو ایسا کرنا گناہ نہیں البتہ مستحب یہ ہے کہ امام جس حالت میں بھی ہو اس کے ساتھ شریک ہوا جائے، انتظار نہ کیا جائے۔

ترمذی شریف میں ہے: ”قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا اتی احدکم الصلاۃ والامام علی حال فلیصنع کما یصنع الامام“ یعنی جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے آئے اور امام کسی حالت میں ہو تو وہ شخص بھی وہی کرے جو امام کر رہا ہے۔ (ترمذی، 2/103، حدیث:591)

بخاری شریف میں وارد حدیثِ پاک کا جُز ہے: ”فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا“ یعنی امام کی نماز سے جو تم پالو وہ پڑھ لو اور جو تم سے فوت ہو جائے اس کو بعد میں مکمل کرو۔

(بخاری، 1/230، حدیث:636)

مذکورہ حدیثِ پاک کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ”فیہ استحباب الدخول مع الامام فی ای حالۃ وجدہ علیھا“ یعنی اس حدیثِ پاک سے پتا چلا کہ امام کو جس حالت میں بندہ پائے اس حالت میں شریک ہو جائے، یہ مستحب ہے۔ (عمدۃ القاری 4/213، تحت الحدیث:636)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

03 خدا اور سول کی قسم یہ کام نہ کروں گا، یہ قسم کیوں نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بہارِ شریعت، جلد دوم، صفحہ 302 پر مسئلہ نمبر 14 ہے ”خدا و رسول کی قسم یہ کام نہ کروں گا یہ قسم نہیں۔“ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ یہاں قسم کا لفظ موجود ہے تو قسم کیوں نہیں ہو رہی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قسم منعقد ہونے کی متعدد شرائط ہیں، ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کا نام مبارک اور جس چیز پر قسم اٹھا رہا ہے اس کے الفاظ، دونوں ایک ساتھ بولے جائیں، ان میں کوئی اجنبی فاصل ہو تو جملہ قسم نہیں بن سکتا۔ بہارِ شریعت میں موجود جملہ ”خدا و رسول کی قسم“ میں ”رسول کی قسم“ کا لفظ قسم نہیں بن سکتا، جب لفظ ”خدا“ اور ”یہ کام نہیں کروں گا“ کے درمیان لفظ ”رسول کی قسم“ اجنبی فاصل کے طور پر حائل ہو گیا تو یہ مکمل جملہ قسم نہیں بن سکتا۔

(فتاویٰ ہندیہ، 2/58، جد الممتار، 5/295)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اپنے مسائل کس سے ڈسکس کریں؟

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

ایک بزرگ رحمۃُ اللہِ علیہ کچھ پریشانیوں میں گھرے ہوئے تھے مگر وہ اپنی پریشانیاں گھر میں کسی کو بتاتے نہیں تھے، اس کی وجہ انہوں نے کچھ یوں ارشاد فرمائی کہ "مجھے پتا ہے کہ میری ان پریشانیوں کا حل میرے گھر والوں کے پاس نہیں ہے، فی الحال تو صرف میں پریشان ہوں، اگر میں اپنی یہ پریشانیاں اپنے گھر والوں سے شیئر کروں گا تو میرے ساتھ ساتھ وہ بھی پریشان ہو جائیں گے اور پھر میری پریشانیاں مزید بڑھیں گی کم نہیں ہوں گی۔"

اے عاشقانِ رسول! یقیناً پریشانیاں اور مسائل انسان کی زندگی کا حصہ ہیں، زندگی کو آسان بنانے کے لئے انہیں بَروقت حل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے، اس کے لئے کسی نہ کسی سے بات بھی کرنی پڑ جاتی ہے مگر آدمی بات اسی سے کرے کہ جس سے وہ پریشانی حل ہو سکتی ہو، ہر ایک کے سامنے ہی اپنی کتاب کھول کر بیٹھ جانا اپنی ہی عزت و حیثیت کو نقصان پہنچانا ہے۔ نیز یہ بات بھی اپنے ذہن میں بٹھا لیجئے کہ "عام طور پر مسائل اپنے وقت پر ہی حل ہوتے ہیں" مثال کے طور پر بعض اوقات دروازے میں انگلی آجاتی ہے اور شاید خون جمنے کی وجہ سے ناخن پر کالا نشان پڑ جاتا ہے، اس نشان کو ختم کرنے کے لئے آپ چاہے جتنی دوا استعمال کرلیں یہ نشان ختم نہیں ہوتا بلکہ اسے ختم کرنے کے لئے آپ کو کچھ دن انتظار کرنا پڑتا ہے، آہستہ آہستہ اوّلاً درد ختم ہوتا ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ نشان بھی خود بخود مِٹ جاتا ہے۔ اسی طرح سارے مسائل نہ سہی البتہ کئی مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کا علاج "وقت" ہوتا ہے کہ وہ وقت پر شروع ہوتے ہیں اور انہیں اپنے وقت پر ہی ختم ہونا ہوتا ہے، وہ کم وقت کے مسائل بھی ہو سکتے ہیں اور زیادہ وقت کے بھی، مگر وہ حل اپنے وقت پر ہی ہوتے ہیں، انہیں حل کرنے اور ختم کرنے کی تدابیر کرنی چاہئیں، مگر جب تقدیر غالب ہو تو تدبیر کام نہیں آتی، اس لئے کئی پرابلمز میں ضبط و صبر کے علاوہ کوئی چارا نہیں ہوتا۔

میڈیکلی طور پر ڈاکٹرز ایک ٹَرم استعمال کرتے ہیں جسے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

”ویٹ اینڈ واچ“ کہا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی مرتبہ ڈاکٹر آپ کو دوا نہیں دے گا، وہ کہے گا کہ آپ تھوڑا سا ٹائم فیکٹر یُوز کریں، ہوسکتا ہے کہ آپ کا یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے، نیز نفسیاتی طور پر اس میں یہ بھی ہوتا ہے کہ جب پرابلم شروع میں آپ کے پاس آتی ہے تو آپ کو پتا نہیں چلتا کہ میں اس سے نمٹنے کے لئے کیا کروں اور کیا نہ کروں؟ جلدی میں آپ صحیح معنوں میں اس کا جائزہ نہیں لے پاتے، اور ہوسکتا ہے کہ پرابلم چھوٹی سی ہو مگر آپ کے پریشان اور نَرْوَس ہونے کی وجہ سے وہ چھوٹی سی پرابلم بھی بڑی بن جائے، مثال کے طور پر انگزائٹی (Anxiety) کی ٹریٹمنٹ اوّلاً اس طرح ہوتی ہے کہ جن کو کسی چیز سے انگزائٹی ہوئی ان کو کہا جاتا ہے کہ آپ آرام سے بیٹھ جائیں، کچھ ٹائم میں آپ کی انگزائٹی خود بخود نیچے آنا شروع ہو جائے گی۔ تو مسائل کے حل کے سلسلے میں ایک تو ٹائم فیکٹر کا بڑا ایشو ہے، اچانک مسائل آتے ہیں تو شروع میں آپ انہیں ایک دو گھنٹے یا ایک دو دن اپنی حد تک محدود رکھیں، تب تک یا تو وہ مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے یا پھر ہوسکتا ہے کہ آپ کے اپنے ذہن میں ہی کوئی اچھا سا حَل آجائے۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ آپ اپنا مسئلہ ڈسکس کس سے کررہے ہیں، جس سے آپ اپنا مسئلہ بیان کر رہے ہیں وہ آپ کا مسئلہ حل کرسکتا ہے یا نہیں، اگر وہ حل نہیں کرسکتا تو اب ایک کے بجائے دو بندے پرابلم کا شکار ہو جائیں گے بلکہ بسا اوقات گھر میں ڈسکس کرنے سے سارے گھر والے پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، کیونکہ گھر سے باہر کے مسائل اور پرابلمز گھر میں ذکر کرنے سے گھر میں Panic (خوف وہراس) پھیلتا اور آپ کے گھر والے پریشانی اور ٹینشنز کا شکار ہو جاتے ہیں، پہلے آپ کی زوجہ نارمل تھی، گھر کے کام کاج کرنے، چیزوں کو رکھنے اور اٹھانے میں اسے کوئی پرابلم نہیں تھا، لیکن جب آپ نے باہر کے مسائل ذکر کرکے اسے ٹینشن دے دی تو اب وہ پلیٹ بھی گرا سکتی ہے، کپ بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ سکتا ہے، چولہے پر اس کا ہاتھ بھی جل سکتا ہے اور بھی کچھ نہ ہونے کا اس سے ہوسکتا ہے، کیونکہ اسے گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے، اور ”گھبراہٹ ڈاٹ کام“ گھر میں شروع ہو جائے تو پھر یہ ویب سائٹ بڑی عجیب صورتِ حال پیدا کر دیتی ہے۔

اسی طرح بعض اوقات کچھ اسلامی بھائیوں کے نیچر کے بارے میں پتا چلتا ہے کہ وہ اپنی تنظیم کے میٹر بھی گھر میں ڈسکس کرتے ہیں حالانکہ تنظیم کی باتیں گھر میں ڈسکس کرنا بنتا نہیں ہے، بلکہ دعوتِ اسلامی کا تو یہ طریقۂ کار ہے کہ اپنا مسئلہ متعلقہ اسلامی بھائی سے بیان کرکے خاموش ہو جائیں، مثلاً اپنے نگران سے بات کرکے چُپ ہو جائیں، مگر کچھ اسلامی بھائی نگران سے بات کرکے تو خاموش ہو جاتے ہوں گے مگر گھر میں سب سے بات کرتے ہوں گے، حالانکہ تنظیمی مسائل کا حَل گھر سے نہیں نکلتا، اسی طرح کاروباری مسائل کا حل بھی گھر سے نہیں نکلتا، البتہ کاروبار میں آمدنی کم ہے اور اس کم آمدنی کی بنیاد پر گھر کے اندر آپ اخراجات کو ڈسکس کرنا چاہتے ہیں تو وہ ٹاپک بنتا ہے کہ اس معاملے کو آپ گھر میں ڈسکس کریں۔ یوں ہی بعض مسائل انسان کے فزیکلی ہوتے ہیں جنہیں اگر گھر میں ذکر کیا جائے تو گھر والے پریشان ہو جاتے ہیں، اگر ضرورت نہ ہو تو ان کا تذکرہ بھی گھر میں نہ کیا جائے، گھر سے باہر کے مسائل گھر میں ذکر کرنے کی ایک بڑی خرابی یہ بھی ہوتی ہے کہ ایسی صورت میں عام طور پر غیبت، تہمت، بہتان اور بدگمانی جیسے گناہوں میں مبتلا ہونے کا امکان رہتا ہے۔

میری تمام عاشقانِ رسول سے فریاد ہے! صبر وہمت سے کام لیجئے، بلاوجہ اپنے مسائل ہر ایک سے بیان مت کیجئے اور پرابلمز کے بَروقت حل کے لئے صرف اور صرف متعلقہ افراد ہی سے بات چیت کیجئے۔ اللہ کریم ہمارے حال پر رحمت کی نظر فرمائے اور دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مراحلِ طلاق (قسط 01) اور عورت پر اسلام کے احسانات

مفتی محمد قاسم عطّاری*

حضرتِ آدم علیٰ نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے زمانے سے لے کر آج تک سلسلۂ نکاح انسانی زندگی میں نہایت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ نکاح کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنا جانوروں کا فطری طریقہ ہے، انسانوں کا نہیں۔ اِس لئے تمام آسمانی مذاہب، بلکہ غیر آسمانی مذاہب میں بھی نکاح کو بہت اہمیت دے کر بیان کیا گیا ہے۔ نکاح کے ساتھ جڑا ہوا ایک معاملہ طلاق کا بھی ہے کہ بعض اوقات ایک ساتھ زندگی گزارنا دشوار ہو جائے تو جدائی تک نوبت آجاتی ہے۔ اب اِس جدائی کا طریقہ کیا ہونا چاہئے، اس معاملے میں مختلف مذاہب میں مختلف طریقے رائج ہیں، لیکن اِسلام کا طریقہ اُن سب میں مُعْتَدِل اور فریقین کے لئے بہترین ہے۔ اِس طریقے پر عمل نہ کرکے اگر کوئی شخص نقصان اٹھائے یا دوسرے کو نقصان پہنچائے تو یہ اُس کا اپنا معاملہ ہے، طریقے پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا اور یہ حقیقت ہے کہ اسلامی طریقے کی پوری طرح پیروی کی جائے تو پھر اِس سے بہتر طریقہ ممکن نہیں۔

ازدواجی زندگی میں پہلی ہدایت یہ دی گئی ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو اپنی زندگی کا حصہ، اپنی ذات کے لئے تسکین، اپنی خوبیوں کے لئے زینت اور اپنی خامیوں کے لئے پردہ سمجھیں، چنانچہ فرمایا: ﴿ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةًؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ(۲۱) ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بےشک اس میں غوروفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ (پ21، الروم: 21)

ازدواجی زندگی کی دوسری ہدایت یہ ہے کہ بیوی بچوں سے بعض اوقات جانے انجانے میں شوہر کے حقیقی فائدے کے خلاف کوئی فعل سرزد ہو جاتا ہے، جو ایک قسم کی دشمنی ہے، لیکن بیوی بچے حقیقت میں دشمن نہیں ہوتے، لہٰذا اگر ایسا کچھ ہو جائے تو شوہر بیوی بچوں کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ رکھے، چنانچہ فرمایا: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۱۴) ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! بیشک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔ (پ28، التغابن: 14)

ازدواجی زندگی کی تیسری ہدایت یہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں کچھ اَن بَن ہو جائے تو آپس میں اِفہام و تفہیم یعنی بیٹھ کر ایک دوسرے کو سمجھا کر معاملہ صحیح کرلیں اور اپنی زندگی لوگوں، خاندان اور اپنے بچوں کے سامنے تماشہ نہ بنائیں، چنانچہ فرمایا: ﴿ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًاؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا(۳۴) ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (نہ سمجھنے کی صورت میں) ان سے اپنے بستر الگ کرلو اور (پھر نہ سمجھنے پر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو (اب) ان پر (زیادتی کرنے کا) راستہ تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔ (پ5، النسآء: 34)

یہاں مارنے سے مراد آج کے زمانے کی جاہلانہ مار نہیں، بلکہ ایک تادیبی تفہیم ہے اور جو اس میں بھی حد سے گزرنے کا عادی ہو

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

یا جسے قوی اندیشہ ہو، اُسے اِس کی بھی اجازت نہیں۔

ازدواجی زندگی کی چوتھی ہدایت یہ ہے کہ میاں بیوی اگر خود معاملہ نہ سنبھال سکیں تو دونوں کے رشتے دار مل کر ناراضی کا حل نکالنے کی کوشش کریں، چنانچہ فرمایا: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَاۚ-اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَاؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا(۳۵)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک مُنْصِف مرد کے گھر والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک مُنْصِف عورت کے گھر والوں کی طرف سے (بھیجو) یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کردے گا۔ بیشک اللہ خوب جاننے والا، خبردار ہے۔ (پ5، النسآء:35)

ان سب کوششوں کے بعد بھی اگر معاملہ صحیح نہ ہوسکے تو اب کیا طریقہ اپنایا جائے۔ اس کے لئے پہلے زمانۂ جاہلیت کا طریقہ کار ملاحظہ کریں، پھر دیکھیں کہ اسلام نے اُسے کس طرح حدود کا پابند کیا۔ زمانۂ جاہلیت میں شوہر بیوی کو ایک طلاق دیتا، جب اُس کی عدت مکمل ہونے والی ہوتی تو فوراً رجوع کرلیتا، پھر دوبارہ طلاق دیتا، پھر اختتامِ عدت کے قریب رجوع کرلیتا، مسلسل اِس حرکت کے ذریعے عورتوں کو برسوں لٹکا کر رکھا جاتا، کہ جب بھی طلاق دیں گے، رجوع کرلیں گے، چنانچہ اِس انداز میں اُنہوں نے عورتوں کی زندگیوں کو عذاب بنا رکھا تھا، چنانچہ زمانۂ نبوی میں ایسا ہی ایک واقعہ ہوا کہ ایک عورت نے سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا اور رجوع کرتا رہے گا اور ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی تو رجوع کرلے گا اور پھر طلاق دیدے گا، اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر قرآن کی آیت نازل ہوئی، (البحر المحیط، البقرۃ، تحت الآیۃ:229، 2/202) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۪-فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍؕ----- تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَاۚ-وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۲۹)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے۔----- یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (پ2، البقرۃ:229)

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے طلاق اور رجوع کے لامتناہی سلسلے کو روکا اور یہ حکم نازل فرمایا کہ مرد کو دو طلاقوں تک رجوع کا اختیار رہے گا، لیکن جیسے ہی تیسری طلاق دی تو معاملہ ختم ہوجائے گا اور اب صرف شوہر کے ہاتھ کا اختیار ختم ہوجائے گا اور دوبارہ ملاپ میں شوہر کی رضا کی طرح بیوی کو بھی اپنی مرضی کا برابر حق حاصل ہوجائے گا، گویا اصل حقیقت یہ ہے کہ تین طلاق کی حدبندی سے عورتوں پر ہونے والے مسلسل ظلم و جَبْر کی رسم کا خاتمہ کیا گیا کہ جب تیسری طلاق دی جائے گی، تو عورت ہمیشہ کے لئے شوہر پر حرام ہوجائے گی، اب اُس عورت کی اپنی زندگی ہے، عدت کے بعد وہ چاہے تو نکاح نہ کرے اور بغیر نکاح کے زندگی گزار دے اور چاہے تو اپنی مرضی سے جس مرد سے چاہے نکاح کرلے اور اپنی نئی زندگی کا آغاز کرے، لیکن اگر نئی جگہ شادی کی اور وہ شوہر فوت ہوگیا یا اُس نے بھی طلاق دے دی، تو یہ پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو فرمایا کہ اب یہ عدت کے بعد اُس پچھلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے اور یہ بھی عورت کی مرضی ہے، کوئی اسے مجبور نہیں کرسکتا۔

آپ غور کیجئے تو سارے کا سارا معاملہ عورت کی رضامندی اور اُس کی مرضی پر موقوف ہے۔ مطلّقہ عورت کو نہ ہی دوسرے شوہر سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے، نہ دوسرے شوہر سے طلاق لینے پر جبر ہے اور نہ ہی دوبارہ پہلے شوہر سے نکاح کرنے کی پابندی ہے، بلکہ تینوں جگہ ہی عورت کی مرضی پر دارومدار ہے، اگر وہ چاہے تو ٹھیک، ورنہ اُس کی اپنی زندگی ہے، جیسے چاہے گزارے۔

میں یہ سب وضاحت اس لئے کر رہا ہوں کہ بعض لوگ دینی مسائل کو مذاق بنالیتے ہیں۔ بالخصوص جو دین دشمن اور دین بیزار لوگ ہوتے ہیں، وہ اُن چیزوں کو کہ جنہیں خدا نے ظلم کے خاتمے کا ذریعہ بنایا، مَعاذَ اللہ اُسی کو ظلم کی تصویر بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جبکہ اِس طلاق والے مسئلہ کی حقیقی صورتِ حال یہی ہے، جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے، کہ اِس میں ظلم نہیں ہے، بلکہ عورت کو اُس کے حقوق کی فراہمی کا بیان ہے۔ مگر آیت کی اِس حقیقت کا اِدراک دانش مندوں کے لئے ہے، دین بیزاروں کے لئے نہیں۔

(جاری ہے۔۔۔)

دو جہاں کے والی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم

مولانا ابو الحسن عطّاری مَدَنی*

گزشتہ سے پیوستہ

29 اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی میں مؤمنین کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔[1]

حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ فرمانِ معظّم کئی کتبِ حدیث میں مروی ہے جبکہ بعض روایات میں الفاظ کچھ یوں ہیں: اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ میں ہر مؤمن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔[2] یہ فرمانِ عالیشان در حقیقت ایک قراٰنی آیت ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾[3] کی تفسیر و مظہر ہے۔ اس آیتِ مبارکہ اور حدیثِ طیبہ کے الفاظ "اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ" عشق و محبت، رحمت و عنایت اور کرم و لطافت کے ایسے ایسے عظیم نکات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں کہ جن کی حقیقت اور ادراکِ لطف عُشّاق ہی کا حصہ ہے۔ فرمانِ الٰہی اور فرمانِ نبی میں پورے مضمون کا مَحْوَر لفظِ "اَوْلٰی" ہے جس کے معنیٰ ہیں: زیادہ، حق دار، والی، مالک، قریب، زیادہ نرمی کرنے والے، زیادہ نفع پہنچانے والے وغیرہ۔ تفاسیرِ قراٰن اور شروحاتِ احادیث کی روشنی میں ان مختلف معانی کے لحاظ سے یہ نکات حاصل ہوتے ہیں:

1 مؤمنین پر واجب ہے کہ وہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات، عزت اور عظمت کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھیں۔[4] اس معنیٰ پر یہ روایت بخوبی دلالت کرتی ہے کہ جب جنابِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: "یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِی۔ یعنی یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کی ذاتِ مبارکہ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے سوائے میری جان کے۔" تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْكَ مِنْ نَفْسِكَ اُس ربّ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ایمان و محبت کی بات اُس وقت تک کامل نہ ہوگی، جب تک میں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "فَاِنَّهُ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِی۔ یعنی یارسول اللہ! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔" ارشاد فرمایا: "اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ یعنی اے عمر! اب بات مکمل ہوگئی۔"[5]

2 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مؤمنین کے دین و دنیا کے ہر معاملے میں ان سے زیادہ حق دار اور والی ہیں۔[6] اور مسلمانوں پر جو حقوق ہیں انہیں ادا کرنے کے حوالے سے دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم زیادہ قریب ہیں، جیسا کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "میں دنیا اور آخرت میں ہر مؤمن کا سب سے زیادہ قریبی ہوں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ یہ نبی ایمان والوں سے ان کی جانوں کی نسبت زیادہ قریب ہے۔ (پھر فرمایا:) تو جس مسلمان کا انتقال ہو جائے اور مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو قرض یا بال بچے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں کہ میں ان کا مددگار ہوں۔"[7]

3 حضور ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر مہربان ہیں اور زیادہ نرمی کرنے والے اور زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں۔[8] جیسا کہ آیتِ مبارکہ: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ(۱۲۸)﴾[9] اس معنیٰ کو بہت خوب بیان کرتی ہے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کا قراٰنی آیات سے بیان ہو اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ شامل نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ آپ اس آیتِ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں: ﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (میں جو فرمایا جا رہا ہے کہ) تمہاری مشقت ان پر بھاری ہے یعنی تمہاری تکلیف سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہو گیا کہ جب وہ تم میں ایسے آئے جیسے کہ قالب (یعنی

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

جسم) میں جان تو جسم کے ہر عضو کی تکلیف سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کی تکلیف سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السّلام مسلمانوں کے ہر حال سے ہر وقت خبر دار ہیں ورنہ ہماری تکلیف سے ان کو بے چینی کس طرح ہو سکتی ہے۔ (مزید لکھتے ہیں کہ) ﴿حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ﴾ کے معنٰی یہ ہیں کہ کوئی تو اپنی اولاد کے آرام کا حریص ہوتا ہے، کوئی اپنی عزت کا، کوئی پیسہ کا، کوئی کسی اور چیز کا، مگر محبوب علیہ السّلام نہ اولاد کے نہ اپنے آرام کے، تمہارے حریص ہیں اسی لئے ولادت پاک کے موقع پر ہم کو یاد کیا، معراج میں ہماری فکر رکھی، بروقتِ وفات ہم کو یاد فرمایا، قبر میں جب رکھا گیا تو عبدُ اللہ ابنِ عباس (رضی اللہُ عنہما) نے دیکھا کہ لب پاک ہل رہے ہیں غور سے سنا تو شفاعت ہو رہی ہے، رات رات بھر جاگ کر امت کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں کہ خدایا اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تُو عزیز اور حکیم ہے۔ قیامت میں سب کو اپنی اپنی جان کی فکر ہوگی، مگر محبوب علیہ السّلام کو جہاں کی۔ سب نبی نفسی نفسی فرمائیں اور محبوب علیہ السّلام امتی امتی۔ صلَّی اللہ علیہ وعلٰی آلہ واصحابہ وبارک وسلم[10]

4 جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک کام کی جانب بلائیں اور نفس دوسری شے کی طرف بلائے تو مؤمنین کے لئے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت کرنا زیادہ بہتر بلکہ واجب ہے کیونکہ نفس بندے کو ہلاکت کی جانب بلاتا ہے لیکن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نجات کی جانب بلاتے ہیں۔[11] جیسا کہ خود حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جب اس آگ نے اِرد گرد کی جگہ کو روشن کر دیا تو اس میں پتنگے اور حشرات الارض گرنے لگے، وہ شخص ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہیں، پس یہ میری مثال اور تمہاری مثال ہے، میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں جہنم میں جانے سے روک رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے آؤ اور تم لوگ میری بات نہ مان کر (پتنگوں کے آگ میں گرنے کی طرح) جہنم میں گرے چلے جارہے ہو۔[12]

5 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حکم آجانے کے بعد کسی سے کسی طرح کا مشورہ کرنے یا اجازت لینے کی حاجت تو کیا اجازت بھی نہیں جیسا کہ تفسیرِ بیضاوی میں ہے: اَنَّہ علیہ الصلاۃ والسلام اَرَادَ غَزْوَۃَ تَبُوْكٍ فَاَمَرَ النَّاسَ بِالْخُرُوْجِ فَقَالَ نَاسٌ: نَسْتَأْذِنُ آبَاءَنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَنَزَلَتْ حضور سیدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ تیاری کریں تو بعض لوگوں نے عرض کی: ہم والدین سے اجازت لیں تو چلیں گے، اس وقت یہ آیتِ کریمہ ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی ۔۔۔﴾ نازل ہوئی۔[13] (گویا کہ اس میں) تنبیہ فرمائی گئی کہ سرکار کے حکم کے مقابل ماں باپ بھائی کیا چیز ہیں ہمارے یہ نبی تمہاری جانوں تمہارے مالوں اولادوں سب سے زیادہ احق (حقدار) ہیں۔[14]

حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس میں یہ فرمایا گیا کہ جس قدر قرب وملکیت تمہاری جانوں سے تم کو ہے اس سے بھی زیادہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تم سے ہے تو ان کے حکم کے ہوتے ہوئے کسی کے مشورہ کا انتظار کرنا ناپسند ہے جب حضور علیہ السّلام نے حکم دے دیا تو چاہے ماں کہے یا نہ کہے، تمہارا دل قبول کرے یا نہ کرے بہر حال تم پر ان کی اطاعت واجب ہے۔ اَوْلٰی کے چند معنٰی ہیں ایک تو بمعنٰی زیادہ مالک، تو اب مطلب یہ ہوا کہ نبی علیہ السّلام کو تم پر اتنا اختیار اور ملکیت ہے کہ اتنی ملکیت تمہاری جان کو تمہارے جسموں اور اعضاء پر نہیں ہے دیکھو جان جسم کے اعضاء کی ایسی مالک ہے کہ عضو کی کوئی بھی حرکت بغیر جان کے ارادے کے نہیں ہوتی، ہاتھ پاؤں، آنکھ ناک، کان وغیرہ بالکل بے بس ہیں۔ اور جان کے قبضہ میں ہیں۔ مگر حضور علیہ السّلام کی ملکیت اور قبضہ اس سے بھی زیادہ ہونا چاہئے کہ جو بھی حرکت ہو وہ حضور علیہ السّلام کے فرمان کے ماتحت ہو، حضرت سہل نے فرمایا کہ سنّتِ رسول علیہ السّلام کی لذت وہ کبھی نہیں پا سکتا جو اپنی جان، اپنے مال، اپنی اولاد اپنی ہر چیز کو حضور علیہ السّلام کی بالکل ملکیت نہ سمجھے۔[15]

---

(1) بخاری، 4/320، حدیث: 6745 (2) مسلم، ص 335، حدیث: 2005 (3) پ21، الاحزاب: 6 (4) تفسیر بیضاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، 4/364 (5) بخاری، 4/283، حدیث: 6632 (6) تفسیر نسفی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، ص932 (7) بخاری، 2/108، حدیث: 2399 (8) تفسیر نسفی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، ص932 (9) پ11، التوبۃ: 128 (10) شانِ حبیب الرحمٰن، ص99، 100 (11) تفسیر خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، 3/483 (12) مسلم، ص965، حدیث: 5957 (13) تفسیر بیضاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، 4/364 (14) تفسیر الحسنات، الاحزاب، تحت الآیۃ: 6، 5/253 (15) شانِ حبیب الرحمٰن، ص152 تا 153۔

نفرتیں مٹانے کے 12 طریقے

مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی*

ارشادِ ربِّ کریم ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔(پ26، الحجرات:10) ہمارے پیارے نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے محبت رکھنے کی نصیحت کی ہے چنانچہ فرمایا: وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَاتَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے: تم جنت میں اس وقت تک نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لے آؤ، اور تم (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔[1]

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! انسان کو دوسروں کی طرف سے محبت کے پھول بھی ملتے ہیں جن کی خوشبو سے اس کی زندگی مہک اٹھتی ہے اور نفرتوں کے کانٹے بھی جن کی وجہ سے اس کا دل چھلنی ہو جاتا ہے۔ گھر ہو یا دفتر یا کوئی ادارہ، خاندان ہو یا کوئی تنظیم، اسکول ہو یا کالج، مدرسہ ہو یا جامعہ! ہماری سوشل لائف کو محبتیں آباد کرتی ہیں اور نفرتیں برباد! انسان کو پسند ہے کہ اس سے محبت کی جائے نہ کہ نفرت! اس لئے نفرتیں مٹانی اور محبتیں بڑھانی چاہئیں۔ انسان کا رویہ، لہجہ، ملنے کا انداز، باڈی لینگویج، خلوص، دلجوئی، اظہارِ ہمدردی، خیر خواہی کا جذبہ، دکھ سُکھ میں ساتھ دینا اس بات کا اشارہ دے دیتا ہے کہ اسے ہم سے محبت ہے یا نفرت؟ اگر کوئی مسلمان ہم سے محبت رکھتا ہے تو ان محبتوں کو سلامت رہنے کی دعا مانگنی چاہئے اور اگر خدانخواستہ ہم سے کوئی اظہارِ نفرت کرتا ہے تو ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آخر وہ ہم سے نفرت کیوں کرتا ہے؟

نفرت کے 22 اسباب جس طرح محبت بلاوجہ نہیں ہوتی اسی طرح نفرت کا بھی کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ ان اسباب کو ہم دو طرح سے بیان کر سکتے ہیں:

1 اندرونی اسباب: جیسے حسد، تکبر، بغض وکینہ کی وجہ سے بھی نفرت ہو سکتی ہے لیکن اندرونی یا باطنی اسباب کی حتمی شناخت ہمارے لئے ممکن نہیں جب تک وہ شخص خود اس کا اقرار نہ کر لے۔ اگر ہم کسی کو شرعی دلیل کے بغیر حاسد یا متکبر وغیرہ قرار دیں گے تو بدگمانی کے گناہ میں جا پڑیں گے۔ اس لئے اگر محسوس ہو کہ فلاں شخص کسی باطنی سبب سے مجھ سے اظہارِ نفرت کرتا ہے تو ربِّ کریم کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ اس نفرت کو محبت میں بدلنے کے اسباب فرمادے۔

* اسلامک اسکالر، رکن مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

2 **بیرونی اسباب:** ہماری کسی کمزور اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت کی وجہ سے سامنے والا نفرت میں مبتلا ہو سکتا ہے، مثلاً غور کرلیجئے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ 1 ہم نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہو 2 اس سے حقارت والا سلوک کیا ہو 3 لوگوں کے سامنے اس کی معمولی غلطی پر بہت ذلیل کیا ہو 4 اس پر جسمانی تشدد کیا ہو 5 پیٹھ پیچھے اس کی بُرائیاں کی ہوں جس کی اسے خبر مل گئی ہو 6 اس کی لاعلمی کا مذاق اڑایا ہو 7 اس کی مدد کی طاقت رکھتے ہوئے بھی ضرورت کی گھڑی میں مدد نہ کی ہو 8 اس سے قرض لے کر واپس کرنے میں ٹال مٹول کی ہو 9 اس کی چیزیں استعمال کرکے خراب کرکے واپس کی ہوں پھر اس پر معذرت بھی نہ کی ہو 10 مصیبت کے وقت اسے جھوٹے آسرے دے کر غائب ہوگئے ہوں 11 اس پر جارحانہ تنقید کی ہو 12 اسے الٹے سیدھے ناموں سے پُکارا ہو 13 اس کی آمد کو نظر انداز کرکے موبائل وغیرہ پر مصروف رہے ہوں 14 غم کی گھڑی میں اسے تسلی نہ دی ہو 15 اس کا حق مارا ہو 16 جہاں وہ کسی شے کی خرید و فروخت کر رہا ہو یا کسی کا رشتہ کرنے کی بات چیت کر رہا ہو وہاں ہم نے بھی ٹانگ اڑا دی ہو 17 کبھی اچھے کام پر اس کی حوصلہ افزائی نہ کی ہو، ہاں غلطی ہو جانے پر حوصلہ شکنی کو اپنی ڈیوٹی سمجھا ہو 18 اس سے سخت رویہ اپنا کر دل شکنی کی ہو 19 مطلب نکل جانے پر آنکھیں پھیر لی ہوں 20 دورانِ گفتگو بار بار اس کی بات کاٹ کر صرف اپنی سنائی ہو 21 ناکامی پر اسے طعنے دیئے ہوں 22 اس کی کسی چیز کو گھٹیا اور غیر معیاری قرار دیا ہو۔ اسی طرح غور کرتے چلے جائیں تو کئی اسباب سامنے آسکتے ہیں کہ جن کی وجہ سے کسی کو ہم سے نفرت ہوگئی ہو۔

نفرت مٹانے کے 12 طریقے اللہ پاک کی توفیق سے حُسنِ اخلاق اور اعلیٰ کردار کے ذریعے دشمنوں کو بھی دوست بنایا جاسکتا ہے اور نفرت کو محبت میں بدلا جاسکتا ہے۔ چند ٹپس پیش کرتا ہوں:

1 **دعا:** دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، نفرت کو شکست دینے کے لئے سب سے پہلے اس کا استعمال کیجئے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی دُعا میں یہ کلمات کہا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ، اَللّٰھُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ یعنی یااللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ہر اس شخص کی محبت مرحمت فرما جس کی محبت تیرے نزدیک مجھے نفع دے، یااللہ! مجھے جو پسندیدہ چیز عطا فرمائے اسے اپنی محبت میں میری قوت و طاقت بنا اور جس پسندیدہ چیز کو مجھ سے روک رکھے تو مجھے اپنی محبوب چیزوں میں مصروف رکھ کر ان سے فارغُ البال (بے فکر) بنادے۔(2)

2 **سلام:** مسلمانوں کو سلام کرنے کی عادت بنائیے، سلام عام کرنے سے محبت بھی عام ہوتی ہے، حُضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جسے بجا لاؤ تو آپس میں محبت پیدا ہوجائے؟ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔(3)

3 **تحائف:** حسبِ موقع، حسبِ حیثیت کوئی نہ کوئی تحفہ اپنے مسلمان بھائی کو پیش کردیا کیجئے، تحفے لینا دینا محبتوں کو پیدا کرتا ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تَهَادَوا تَحَابُّوا یعنی آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، اس سے باہم محبت پیدا ہوتی ہے۔(4)

4 **دکھ سکھ میں شریک ہونا:** نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی آپس میں دوستی اور رحمت و شفقت کی مثال جسم کی طرح ہے، جب جسم کا کوئی عُضو بیمار ہوتا ہے تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہوتا ہے۔(5)

5 **معافی مانگنا:** نفرت کا میل معافی کے صابن سے دور ہوسکتا ہے اس لئے اگر کوئی آپ کی کسی غلطی کی وجہ سے ناراض ہے تو اس سے معافی مانگ لیجئے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے کسی کی عزت یا کسی اور چیز پر ظلم کیا ہو تو اسے چاہئے کہ (اس دن سے پہلے) آج ہی اس سے معافی حاصل کرلے (جس دن) دینار اور درہم پاس نہیں ہوں گے، اگر ظالم کے پاس نیک اعمال ہوئے تو ظلم کے برابر ان میں سے لے لئے جائیں گے اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو ظلم کے برابر مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے۔[6]

6 صلح میں پہل کیجئے: ایک ساتھ رہنے والوں میں اونچ نیچ ہوجانا انوکھی بات نہیں، لیکن صلح میں پہل کرکے ہم ہاریں گے نہیں بلکہ دوسرے کا دل جیت لیں گے۔ حُضور خَاتَمُ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَالسَّابِقُ السَّابِقُ اِلَى الْجَنَّةِ یعنی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے، (ان میں) جو (صلح میں) پہل کرے گا، وہ جنّت کی طرف جانے میں بھی سبقت کرے گا۔[7]

7 بڑوں کی عزت چھوٹوں پر شفقت: یہ بھی دل جیتنے کا ایک نسخہ ہے کہ بڑوں کو عزت واحترام دیا جائے اور چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کی وہ ہم میں سے نہیں۔[8]

8 نرمی: نرمی انسان کو سجاتی اور سنوارتی اور دوسروں کے دلوں میں محبت پیدا کرتی ہے، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اُسے زینت بخشتی (یعنی خوب صورت بناتی) ہے۔[9]

9 عاجزی: عاجزی کرنے سے انسان ڈی گریڈ نہیں اَپ گریڈ ہوتا ہے، حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ یعنی جو اللہ پاک کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ پاک اُسے بلندی عطا فرماتا ہے۔[10]

10 احترامِ مسلم: "عزت دو عزت پاؤ" کا نظارہ دیکھنے کے لئے دوسرے مسلمانوں کو عزت واحترام دینا شروع کردیجئے۔

11 کھانا کھلانا: مشہور ہے: "دل میں اُترنے کا راستہ پیٹ سے ہوکر گزرتا ہے" پھر مسلمان کو کھانا کھلانا ثواب کا کام بھی ہے، اس لئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کو کھانا کھلایئے اور اس کے دل میں جگہ پانے کا فائدہ بھی حاصل کیجئے۔

12 عیادت وتعزیت: مصیبت و بیماری میں ہمدردی اور دیکھ بھال کرنے والے کو انسان کبھی نہیں بھولتا، عیادت وتعزیت کی عادت اپنا کر اپنا ثواب کھرا کیجئے اور دلوں میں بھی جگہ پایئے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے تو شام تک اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔[11]

ایک حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا: جو کسی غمزدہ شخص سے تعزیت کرے گا اللہ پاک اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے گا اللہ کریم اسے جنّت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت (ساری) دنیا بھی نہیں ہوسکتی۔[12]

ان کے علاوہ بھی کئی کام اور انداز ایسے ہیں جن سے دوسروں کا دل جیتا جاسکتا ہے، جب دل میں محبت داخل ہوگی تو نفرت خود ہی نکلنا شروع ہوجائے گی۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہے کامیابی دینے والی ذات ربِّ عظیم کی ہے۔

اللہ پاک مسلمانوں کو آپس میں محبتیں نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ابن ماجہ، 4/200، حدیث: 3692 (2) ترمذی، 5/296، حدیث: 3502 (3) مسلم، ص51، حدیث: 194 (4) الادب المفرد، ص168، حدیث: 607 (5) مسلم، ص1071، حدیث: 6586 (6) بخاری، 2/128، حدیث: 2449 (7) الزہد لابن مبارک، ص252، حدیث: 726 (8) ترمذی، 3/369، حدیث: 1926 (9) مسلم، ص1073، حدیث: 6602 (10) شعب الایمان، 6/276، حدیث: 8140 (11) ترمذی، 2/290، حدیث: 971 (12) معجم اوسط، 6/429، حدیث: 9292۔

وقت کے درست استعمال کے لئے بعض تجاویز

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

اگر آپ اپنے ضائع ہو جانے والے اوقات پر نادم ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح ان اوقات کی تلافی ہو جائے تو اپنے موجودہ وقت کی قدر کریں، بعض لوگ وقت کی تلافی (Reparation of time) کرنا تو چاہتے ہیں مگر اپنی موجودہ حالت و کیفیت کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ جو کام ان کے ذِمّہ لازم ہے وہ موجودہ حالات میں نہیں کیا جاسکتا، ایسے لوگ عموماً یہ کہتے سنائی دیتے ہیں "یار حالات بہتر ہوں تو میں فلاں کام ضرور کروں گا۔" ایسوں کو چاہئے کہ ذمہ داریوں سے جان چھڑانے اور حالات کو قصوروار ٹھہرانے کے بجائے اور مزید قیمتی لمحات ضائع کئے بغیر درج ذیل ہدایات / تجاویز / مشوروں پر عمل کرنا شروع کردیں۔

1 سب سے پہلے وقت ضائع کرنے والے کاموں، پھر کرنے اور نہ کرنے والے کاموں اور پھر ایسے کاموں کی فہرست بنائیں جو آپ دوسروں سے کرواسکتے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: **"کرنے والے کام کرو ورنہ نہ کرنے والے کاموں میں پڑجاؤ گے۔"**

2 نامکمل کاموں کا جائزہ لیں اور غور و فکر کے بعد بعض کو ترجیحی بنیادوں پر پورا کریں، ہر کام کو مکمل کرنے کی عادت بنائیں اور ممکنہ صورت میں بعض کام دوسروں کو سونپ دیں۔

3 مقاصدِ زندگی کے پیشِ نظر پلاننگ کریں۔ یومیہ، ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ کاموں کی الگ الگ فہرست بنائیں اور اسی لحاظ سے کاموں کو تقسیم کریں اور وقت کو ترتیب دیں۔ وقتاً فوقتاً اس فہرست کا جائزہ لیتے رہیں اور ضروری ہو تو کمی بیشی کرتے رہیں۔

4 کچھ لوگ آفس میں صرف وقت پر آمدورفت کو ہی کافی سمجھتے ہیں، رہی کارکردگی تو اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتے حالانکہ کارکردگی کے لحاظ سے اپنی صلاحیت بڑھانے میں اپنی اور ادارے کی نیک نامی اور ترقی پوشیدہ ہے۔ یہ اصول ذہن نشین رکھیں کہ ادارہ ترقی کرے گا تو لازمی طور پر ہماری ملازمت / پوزیشن بھی مضبوط ہوگی۔ لہٰذا حاضری اور کارکردگی میں فرق کو مدنظر رکھیں اور دونوں میں بہتری لائیں۔

5 کارکردگی اچھی ہونے کے ساتھ آفس میں آمدورفت بھی وقت پر ہو تو یہ سونے پر سہاگہ ہے۔ بعض لوگ کارکردگی تو خوب دکھاتے ہیں مگر دفتر میں مسلسل تاخیر سے پہنچتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس کوتاہی کا شکار افراد اگر اپنی روش تبدیل نہ کریں تو بسا اوقات ادارے ایسوں کی خدمات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

6 کم وقت میں زیادہ اور موثر کام بہتر طریقے سے کرنے کی کوشش کریں۔ شروع میں اس کے لئے کچھ تکلیف اٹھانا پڑے گی مگر جب کم وقت میں آپ کے کام عمدگی کے ساتھ مکمل ہونا شروع ہو جائیں گے تو اب یہ معاملہ آپ پر آسان ہو جائے گا۔ آزمائش شرط ہے۔

7 اپنے بہترین وقت یعنی پرائم ٹائم (Prime time) میں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ کراچی

انتہائی اہم کاموں کو سر انجام دیں۔ عام طور پر یہ صبح کا وقت ہوتا ہے اور اس کے لئے تو حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا بھی فرمائی ہے: اے اللہ! میری اُمّت کے لئے صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما۔ (ترمذی، 3/6، حدیث: 1216) (مطلب یہ ہے کہ اے اللہ پاک!) میری اُمّت کے تمام اُن دینی و دنیاوی کاموں میں برکت دے جو وہ صبح سویرے کیا کریں۔ جیسے سفر، طلبِ علم، تجارت وغیرہ۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/491)

8 آفس / شاپ / کالج / یونیورسٹی / اکیڈمی اور دیگر کاموں کے لئے وقت کی پابندی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ظاہر ہے جب ریڑھ کی ہڈی کمزور ہوگی یا اس کا کوئی مہرہ اپنی جگہ چھوڑ دے گا تو اس کا اثر پورے جسم پر پڑے گا۔

9 کام کو اپنی صلاحیت و مہارت کے مطابق انجام دینے کی کوشش کریں مگر اس کو تمام و کمال تک پہنچانے میں نہ لگے رہیں۔ عربی مقولہ ہے: اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللہِ یعنی کوشش کرنا میرا کام ہے اور پورا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

10 اپنا محاسبہ (Accountability) کریں کیونکہ اپنے ماضی سے سبق سیکھنے والے حال و مستقبل کو بہتر سے بہترین کر لیتے ہیں اور جو اپنا احتساب نہیں کرتے وہ اپنی روش پر قائم رہتے ہیں۔ شاید ایسے ہی لوگوں کو شاعر نے سمجھایا ہے:

زمانہ حسبِ سابق درس تو دیتا ہے عبرت کا
مگر ہر بار ہم حسبِ روایت بھول جاتے ہیں

11 یہ بات بالکل درست ہے کہ **"تدبیر کے ناخنوں سے تقدیر کی گرہیں نہیں کھلتیں"** مگر آپ تدبیر اختیار کریں اور تقدیر کو اللہ کریم پر چھوڑ دیں جو تقدیر و تدبیر دونوں کا خالق و مالک ہے اور وہی زمین و آسمان کی تدبیر فرمانے والا ہے۔ خود کو ایسے کاموں سے نجات دیں جن کا آپ کو علم نہیں جیسے یہ کام کل ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اور یہ کیسے ہوگا؟ یوں ہی "شاید" اور "اگر" وغیرہ سے بچیں کہ اس سے وقت ضائع ہونے اور دل کی پریشانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کل ایسے حالات سامنے آجائیں جن کا آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور جو پلان / اسکیم آپ بنا رہے تھے اور جن معاملات میں غور و فکر کر رہے تھے ان میں سے کوئی نہ ہو سکے اور سوچ بچار میں بے فائدہ وقت ضائع ہو جائے۔ لہٰذا مستقبل کے ان معاملات کو اللہ پاک کے حوالے کر دیں۔

(جاری ہے۔۔۔)

غلطی کی اطلاع

مکتبۃُ المدینہ سے شائع کردہ کتاب "قانونِ شریعت" صفحہ 211 پر نماز سے متعلق ایک مسئلہ میں غلطی سے مکروہِ تنزیہی کی جگہ مکروہِ تحریمی چھپ گیا تھا۔ درست مسئلہ یہ ہے:

"سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی سے بوجھ معلوم ہوتا ہے یا گرمی معلوم ہوتی ہے، اس وجہ سے ننگے سر پڑھتا ہے تو یہ مکروہِ تنزیہی ہے۔"

2017ء میں چھپنے والے پہلے مطبوعہ میں یہ غلطی ہوئی تھی جبکہ بعد کے تمام ایڈیشن میں یہ مسئلہ درست ہے لہٰذا جن کے پاس پہلا مطبوعہ ہے وہ اس مسئلہ کی تصحیح فرمالیں۔ جزاکم اللہ خیرا!

وطنِ عزیز کی ایک اہم خدمت

مولانا کاشف سلیم عطّاری مَدَنی*

ہمارا پیارا وطن ہماری آن، بان اور شان ہے۔ اس کی بقا، ترقی، امن و خوشحالی اور اس کے رہنے والوں کی صحت و تندرستی ہر محبِّ وطن کی دلی تمنا ہونی چاہئے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے وطن کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن کر نہیں پاتے اس کی کئی وجوہات ہیں مثلاً ہم جو کرنا چاہتے ہیں اس کے وسائل ہمارے پاس نہیں ہیں، ہم جو کرنا چاہتے ہیں اسے مکمل کرنے کیلئے لمبا عرصہ درکار ہے یا ٹیم ورک چاہئے وغیرہ۔ آیئے آج ہم آپ کو ایک ایسا کام بتاتے ہیں جو وطنِ عزیز کی عظیم خدمت ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی آسان، مفید، دیرپا، سستا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے پیارے دینِ اسلام کی روشن تعلیم بھی ہے۔ جی ہاں! میری مراد شجر کاری ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! شجر کاری اس وقت ایک انٹرنیشنل ایشو بنا ہوا ہے، دنیا بھر میں اس پر کانفرنسز اور سیمینارز ہو رہے ہیں، تشہیری مہم چلائی جا رہی ہیں اور لوگوں کو درخت لگانے کی ترغیبیں دلائی جا رہی ہیں، جبکہ ہمارا پیارا دینِ اسلام جو کہ انسان و انسانیت کی بقا کا حقیقی ضامن اور دینِ فطرت ہے، ہمیں پہلے ہی شجر کاری کی اہمیت بتا چکا ہے چنانچہ اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی درخت لگایا اور اس کی حفاظت اور دیکھ بھال پر صبر کیا یہاں تک کہ وہ پھل دینے لگا تو اس میں سے کھایا جانے والا ہر پھل اللہ پاک کے نزدیک اس کے لئے صدقہ ہے۔[1] اور فرمایا: جو مسلمان درخت لگائے یا فصل بوئے پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا کوئی جانور کھائے تو اس کے لئے اس کے عوض صدقہ ہے۔[2]

حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ پاک میں وہ سات چیزیں جن کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ان میں سے ایک درخت لگانا بھی ہے۔[3]

مشہور صحابیِ رسول حضرت ابودَرْدَاء رضی اللہ عنہ دمشق میں ایک جگہ درخت لگا رہے تھے، ایک شخص ان کے قریب سے گزرا تو اس نے ان سے کہا کہ صحابیِ رسول جیسا منصب حاصل ہونے کے باوجود آپ یہ کام کر رہے ہیں! تو انھوں نے اس سے کہا مجھ پر (یعنی میرے بارے میں رائے قائم کرنے میں) جلد بازی مت کرو کیونکہ میں نے رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس نے درخت لگایا تو اس میں سے آدمی یا مخلوق میں سے جو بھی کھائے گا وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوگا۔“[4]

میرے محبِّ وطن اسلامی بھائیو! شجر کاری ثواب و صدقہ ہونے کے ساتھ ساتھ وطن کی خدمت کا ذریعہ کیسے کیسے بنتی ہے اس حوالے سے طبّی اور انٹرنیشنل ریسرچز کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

- شجر کاری سے گلوبل وارمنگ میں کمی آتی ہے یعنی ہمارے

* ذمہ دار شعبہ کُتبِ اعلیٰ حضرت، المدینۃ العلمیہ، کراچی

ماحول کے درجۂ حرارت میں جو خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے زیادہ درخت لگا کر اس پریشانی سے بچا جاسکتا ہے۔

❁ شجرکاری سے فضائی آلودگی میں کمی آتی ہے کیونکہ درخت اور پودے فضا میں موجود آلودگیوں اور نقصان دہ گیسز کو اپنے اندر جذب کرلیتے ہیں۔

❁ شجرکاری جانوروں کی بقا کا ذریعہ ہے کیونکہ جنگلی جانوروں کی غذا کا اہم جز درختوں کے پتے ہیں اور ان جانوروں کا پتے کھانا ہمارے لئے صدقہ کا ثواب ہوگا۔

❁ شجرکاری سیلاب سے بچاؤ کا ذریعہ ہے کیونکہ درختوں کی جڑیں نہ صرف خود اضافی پانی کو جذب کرتی ہیں بلکہ مٹی کو بھی پانی جذب کرنے میں مدد دیتی ہیں جس کے باعث پانی جمع ہو کر سیلاب کی شکل اختیار نہیں کرتا۔

❁ شجرکاری سے لینڈ سلائیڈنگ سے بچاؤ میں مدد ملتی ہے کیونکہ درخت کی جڑیں زمین کی مٹی کو روک کر رکھتی ہیں جس کی وجہ سے زمین کا کٹاؤ یا لینڈ سلائیڈنگ سے حفاظت رہتی ہے۔

❁ شجرکاری سے قحط سالی دور ہوتی ہے کیونکہ درخت اپنی جڑوں میں جذب شدہ پانی کو ہوا میں خارج کرکے بادلوں کی تشکیل اور بارشوں کا ذریعہ بنتے ہیں۔

❁ شجرکاری سے ایندھن کی فراہمی آسان ہوتی ہے۔

❁ شجرکاری سے بجلی کی بچت ہوتی ہے کیونکہ درختوں کی کثرت سے ماحول ٹھنڈا اور خوشگوار ہوگا نتیجۃً وہ آلات جو گرمیوں میں استعمال ہوتے ہیں ان کا استعمال کم سے کم ہوگا یوں شجرکاری سے اہم قومی مسئلہ انرجی کرائسز سے بھی نمٹنے میں معاونت ہوگی۔

❁ شجرکاری سے صنعتوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے کیونکہ درخت کئی طرح کی صنعتوں کے لئے رامٹریل(Raw Material) یعنی خام مال فراہم کرتے ہیں، فرنیچر، کرسیوں، کاغذ اور کنسٹرکشن کی صنعتیں اس میں نمایاں ہیں۔

❁ شجرکاری غذائی ضروریات کے حصول کا اہم ذریعہ ہے کیونکہ ہم جو پھل وغیرہ کھاتے ہیں وہ اکثر ان درختوں کے ہی مرہونِ منت ہیں۔

❁ شجرکاری آکسیجن کی فراہمی کا ذریعہ ہے کیونکہ درخت آکسیجن خارج کرتے ہیں اور آکسیجن کی انسانی زندگی میں ضرورت سے ہر شخص آگاہ ہے۔

❁ شجرکاری خوشگوار ماحول کی ضامن ہے کیونکہ درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرکے ماحول کو خوشگوار بنانے میں اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

❁ شجرکاری ادویات کے حصول کا ذریعہ ہے کیونکہ مختلف اقسام کی ادویات کے بنانے میں درختوں کی جڑیں اور پتے وغیرہ استعمال ہوتے ہیں، تحقیق کے مطابق پودوں اور جڑی بوٹیوں پر مشتمل ادویات کے کاروبار کا حجم دنیا بھر میں تقریباً 83ارب ڈالر ہے۔

❁ شجرکاری ذہنی تناؤ اور ڈپریشن میں کمی کا ذریعہ ہے کیونکہ درختوں کو دیکھنے اور ان کے درمیان رہنے سے لوگوں کو ذہنی و جسمانی طور پر خوشگوار تازگی کا احساس ہوتا ہے جو نہ صرف ذہنی طور پر بلکہ کئی جسمانی امراض سے محفوظ رکھتے ہوئے انہیں صحت مند بناتی ہے اور اس سے لوگوں کی تخلیقی کارکردگی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

❁ شجرکاری سے صوتی آلودگی(Noise pollution) میں بھی کمی آتی ہے، ماہرین کے مطابق اربن پلاننگ میں اس اصول کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تعلیمی اداروں کے اردگرد اور زیادہ شور شرابے والے مقامات جیسے فیکٹریوں اور کارخانوں کے قریب زیادہ سے زیادہ درخت لگانے سے ماحول کو پرسکون بنایا جاسکتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میری اور آپ کی پیاری عالمی تحریک دعوتِ اسلامی بھی شجرکاری کے حوالے سے اپنی خدمات انجام دے رہی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے شعبہ فیضان گلوبل ریلیف فاؤنڈیشن (FGRF) نے "پودا لگانا ہے، درخت بنانا ہے" کے مقصد سے شجرکاری مہم کا آغاز کر رکھا ہے، FGRF کے تحت اب تک ملک و بیرونِ ملک میں ہزاروں مقامات پر لاکھوں پودے لگائے جاچکے ہیں۔

آپ بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک فرامین کی روشنی میں صدقۂ جاریہ کا ثواب پانے اور اپنے وطنِ عزیز کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے شجرکاری کیجئے۔

---

(1)مسند احمد، 5/574، رقم:16586(2)مسلم، ص646، حدیث:3973(3)مجمع الزوائد، 1/408، حدیث:769(4)مسند احمد، 10/421، حدیث:27576۔

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مدنی*

مُضارَبت میں نقصان کیا ہے اور اس کے اصول کیا ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کاروبار کرنے کے لئے بکر کو پانچ لاکھ روپے دے اور طے یہ کرے کہ نفع ہمارے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور نقصان میں بھی ہم دونوں برابر کے ہی شریک ہوں گے تو کیا اس صورت میں یہ کاروبار کرنا درست ہے؟ اور اس سودے میں نقصان کب رَبُّ المال (Investor) کی طرف لوٹے گا؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

جواب: اولاً تو یہ یاد رہے کہ ایک شخص کی رقم ہو اور دوسرے کی فقط محنت ہو تو شرعی اصطلاح میں کاروبار کے اس طریقۂ کار کو "مضاربت" کہتے ہیں۔ مضاربت میں نقصان کا اصول یہ ہے کہ مُضارِب فقط اپنی کوتاہی سے ہونے والے نقصان کا ذمّہ دار ہوتا ہے مطلقاً نقصان کی شرط اس کے ذمہ لگانا درست نہیں کہ یہ شرط ہی سرے سے باطل ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "مضارب کے ذمہ نقصان کی شرط باطل ہے وہ اپنی تعدّی و دست درازی و تضییع کے سوا کسی نقصان کا ذمہ دار نہیں جو نقصان واقع ہو سب صاحبِ مال کی طرف رہے گا۔" (فتاویٰ رضویہ، 19/131)

بہارِ شریعت میں ہے: "اگر (مضاربت میں لگائی گئی) اس شرط سے نفع میں جہالت نہ ہو تو وہ شرط ہی فاسد ہے اور مضاربت صحیح ہے مثلاً یہ کہ نقصان جو کچھ ہوگا وہ مضارِب کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ڈالا جائے گا۔" (بہارِ شریعت، 3/3)

ماقبل تفصیل کی روشنی میں پوچھی گئی صورت میں اگر مضارب (Working Partner) کی کوتاہی کے بغیر رَاسُ المال (Capital) میں نقصان ہوجاتا ہے تو یہ نقصان رَبُّ المال (Investor) کا ہوگا۔

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں زید کا بکر مضارب کو نقصان میں برابر شریک کرنے کی شرط لگانا باطل و بے اثر ہے، لیکن اس باطل شرط کی وجہ سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی۔

رہا یہ سوال کہ مضاربت میں نقصان ہے کیا؟ اور وہ کب رب المال (Investor) کی طرف لوٹتا ہے تو اس بارے میں واقعی بہت غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں جیسا کہ بعض اوقات مطلقاً نفع کی کمی کو بھی نقصان سمجھ لیا جاتا ہے، حالانکہ یہ درست نہیں۔ **مضاربت میں کون سا نقصان رب المال پر آئے گا اس تعلق سے تین صورتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔**

1 اوّلاً ہونے والے نقصان کو کاروباری نفع سے پورا کیا جائے گا۔ لہٰذا اس صورت میں نقصان پورا کرنے کے بعد نفع میں سے اگر کچھ بچتا ہے تو وہ فریقین میں طے شدہ تناسب سے تقسیم کر دیا جائے گا، نفع نہ بچنے کی صورت میں کسی فریق کو نفع

* محقق اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

کے طور پر کچھ بھی نہیں ملے گا۔

2 اگر فریقین دورانِ کاروبار حساب کرکے نفع تقسیم کرلیتے ہیں اور مضاربت کو حسبِ دستور باقی رکھتے ہیں تو اب نقصان ہونے کی صورت میں یہ سابقہ تقسیم شدہ نفع واپس لے کر اوّلاً اس نفع سے نقصان کی تلافی کی جائے گی تاکہ راس المال(Capital) نقصان سے محفوظ رہے۔ یہاں فقہائے کرام نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اگر عقدِ مضاربت کو ایک مخصوص وقت کے لئے کیا جائے مثلاً چھ ماہ یا سال، پھر جاری رکھنا ہو تو دوبارہ معاہدہ کر لیا جائے تو یوں دوبارہ عقد ہونے کی صورت میں نقصان ہونے پر سابقہ عقد کے نفع سے نقصان پورا نہیں کیا جائے گا۔

3 بالفرض اگر نفع میں سے کسی بھی صورت نقصان پورا نہ ہوسکے تو اب اس نقصان کو راس المال (Capital) کی جانب پھیرا جائے گا۔ اس صورت میں یہ نقصان رب المال(Investor) برداشت کرے گا اور مضارب کی فقط محنت ضائع ہوگی، راس المال(Capital) میں ہونے والے نقصان میں مضارب(Working Partner) کو شریک نہیں کیا جاسکتا۔

مضاربت میں ہونے والا نقصان اولاً نفع سے پورا کریں گے اس بات کی مکمل وضاحت کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ”مالِ مضاربت سے جو کچھ ہلاک اور ضائع ہوگا وہ نفع کی طرف شمار ہوگا راس المال میں نقصانات کو نہیں شمار کیا جاسکتا مثلاً سو روپے تھے تجارت میں بیس 20 روپے کا نفع ہوا اور دس 10 روپے ضائع ہوگئے تو یہ نفع میں منہا کیے جائیں گے یعنی اب دس 10 ہی روپے نفع کے باقی ہیں اگر نقصان اتنا ہوا کہ نفع اُس کو پورا نہیں کرسکتا مثلاً بیس 20 نفع کے ہیں اور پچاس 50 کا نقصان ہوا تو یہ نقصان راس المال میں ہوگا مضارِب سے کُل یا نصف نہیں لے سکتا کیونکہ وہ امین ہے اور امین پر ضمان نہیں اگرچہ وہ نقصان مضارِب کے ہی فعل سے ہوا ہو۔ ہاں اگر جان بوجھ کر قصداً اُس نے نقصان پہنچایا مثلاً شیشہ کی چیز قصداً اُس نے پٹک دی۔ اس صورت میں تاوان دینا ہوگا کہ اس کی اُسے اجازت نہ تھی۔۔۔ رب المال و مضارِب دونوں سال پر یا ششماہی یا ماہوار حساب کرکے نفع تقسیم کرلیتے ہیں اور مضاربت کو حسبِ دستور باقی رکھتے ہیں اس کے بعد کُل مال یا بعض مال ہلاک ہوجائے تو دونوں نفع کی اتنی اتنی مقدار واپس کریں کہ راس المال پورا ہوجائے اور اگر سارا نفع واپس کرنے پر بھی راس المال پورا نہیں ہوتا تو سارا نفع واپس کرکے مالک کو دے دیں اس کے بعد جو اور کمی رہ گئی ہے اُس کا تاوان نہیں۔“ (بہارشریعت، 3/19، 20)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شرکتِ عمل اور شرکتِ عقد میں کیا فرق ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ شرکتِ عمل اور شرکتِ عقد میں کیا فرق ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: شرکت کی تین اقسام ہیں: 1 شرکتِ مِلک یعنی چند افراد بغیر عقدِ شرکت کسی چیز کے مشترکہ مالک ہوں جیسے کسی کا انتقال ہوا اور اس نے مال چھوڑا تو اس کے ورثاء مشترکہ طور پر اس ترکے کے مالک بن گئے یہ شرکتِ ملک ہے یا دو شخصوں نے مل کر مشترکہ طور پر ایک پلاٹ خریدا تو یہ بھی شرکتِ ملک ہے۔ 2 شرکتِ عقد یعنی آپس میں عقدِ شرکت کیا ہو جیسے عموماً پارٹنر شپ بزنس ہوتا ہے کہ دو یا زیادہ افراد رقم ملا کر اس سے کاروبار کرتے ہیں یہ شرکتِ عقد کہلاتی ہے۔ 3 شرکتِ عمل یعنی دو کاریگر کام پکڑ کر شرکت میں کام کریں اور جو مزدوری ملے آپس میں تقسیم کرلیں جیسے دو درزی مل کر بیٹھ گئے یا دو رئیل اسٹیٹ بروکر مل کر بیٹھ گئے کہ مل کر کام کریں گے، یہ شرکتِ عمل کی صورت ہے۔

نوٹ: ان مسائل کے تفصیلی احکام جاننے کے لئے بہارِ شریعت حصہ 10 سے شرکت کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ اور امام حسین رضی اللہُ عنہ میں قلبی تعلق

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

چار عزت و حرمت والے مہینوں میں ایک حشمت و عظمت والا اور بابرکت مہینا محرم الحرام کا ہے جب یہ مبارک مہینا آتا ہے تو جہاں اس کی عزت و حرمت کا تذکرہ کیا جاتا ہے وہیں اس مہینے میں دو عظیم شخصیتوں کی شہادت و محاسن کا ذکرِ خیر بھی ضرور کیا جاتا ہے، یکم محرم الحرام 24 ہجری کو حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ اقدس میں مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کے پہلو میں عظیم شخصیت مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضیَ اللہ عنہ کی تدفین ہوئی، جبکہ دوسری عظیم ہستی نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، امام عالی مقام امام حسین رضیَ اللہ عنہ کی پیاری اور مبارک ذات ہے جنہیں 10 محرم الحرام 61 ہجری کو نہایت مظلومانہ انداز میں شہید کر دیا گیا تھا۔

یوں تو سب ہی صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نسبت بابرکت کے باعث ایک دوسرے سے الفت و محبت کا تعلق رکھتے تھے لیکن بعض ہستیاں ایسی بھی تھیں کہ جن کی باہمی عقیدت و محبت دیدنی تھی، انہیں میں سے ایک امیرُ المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہُ عنہ ہیں جن کی اہلِ بیتِ اطہار سے محبت و عقیدت اپنی مثال آپ ہے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کی اہلِ بیت سے محبت اور اہلِ بیت کی فاروقِ اعظم سے محبت تصویر کا کوئی نیا رخ نہیں ہے، حضرت سیدنا علی رضی اللہُ عنہ فاروقِ اعظم کی تدفین کے موقع پر یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں: اب آپ کے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں بچا جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو اور جس کے اعمال کی طرح اپنے اعمال لے کر بارگاہِ الٰہی میں حاضری دوں، اللہ پاک کی قسم! مجھے یقین تھا کہ اللہ کریم آپ کو پیارے حبیب اور پیارے صدیق کی رفاقت ضرور عطا فرمائے گا کیونکہ میں نے بارہا پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے: ابوبکر اور عمر میرے ساتھ گئے، ابوبکر اور عمر میرے ساتھ باہر نکلے، ابوبکر و عمر میرے ساتھ فلاں گھر میں داخل ہوئے۔[1] ایک جانب مولا علی نے شانِ فاروقی میں یہ کلمات ادا کئے تو دوسری جانب بلند مقام و مرتبہ رکھنے والے فاروق اعظم رضیَ اللہ عنہ نے بھی ایک خاص موقع پر مولا علی کے بارے میں یہ کلمات کہے ہیں: اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔[2] فاروق اعظم نہ صرف مولا علی سے بلکہ ان کے شہزادوں امام حسن و امام حسین رضیَ اللہ عنہم سے بھی بے پناہ لگاؤ اور محبت رکھتے تھے۔ علّامہ اِبنِ کثیر دمشقی رحمۃُ اللہِ علیہ (سال وفات: 774ھ) فرماتے ہیں: یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت عمر فاروق امام حسن اور امام حسین

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

رضی اللہ عنہما کی بے پناہ عزت کرتے تھے، انہیں گود میں اٹھایا کرتے تھے اور جس طرح مولا علی کو (مالِ غنیمت میں سے حصہ) دیتے تھے ویسے ہی ان دونوں شہزادوں کو بھی (مالِ غنیمت سے حصہ) عطا کرتے تھے۔[3] آیئے ذیل میں فاروقِ اعظم اور امام حسین کے کچھ واقعات پڑھئے:

تم اہلِ بیت ہمارے راہ نما ہو ایک دن امام حسین حضرت عمر فاروق کے گھر گئے تو وہ حضرت معاویہ کے ساتھ تنہائی میں محوِ گفتگو تھے اور بیٹے عبد اللہ بن عمر دروازے پر کھڑے تھے (اور انہیں اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی) حضرت عبد اللہ بن عمر واپس ہونے لگے تو امام حسین بھی ان کے ساتھ ساتھ لوٹ گئے۔ بعد میں امام حسین کی ملاقات حضرت عمر فاروق سے ہوئی تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا: آپ تشریف نہیں لائے، اس پر امام حسین نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں آیا تھا اس وقت آپ حضرت معاویہ کے ساتھ تنہائی میں تھے، عبد اللہ بن عمر واپس جانے لگے تو میں بھی لوٹ گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عبد اللہ بن عمر سے زیادہ اجازت ملنے کے حقدار آپ ہیں، یہ بات ہمارے دل و دماغ میں راسخ ہو چکی ہے کہ اللہ کی جانب سے ہدایت ہے اور تم اہلِ بیت کی راہ نمائی ہے۔ پھر آپ نے (شفقت سے) اپنا ہاتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر پھیرا۔[4]

زیادہ حصہ مقرر کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اسلامی فتوحات کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا، پھر ایک جگہ سے مالِ غنیمت مدینے پہنچا تو حضرت عمر فاروق نے اس میں سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے حصہ مقرر کیا، اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر کے لئے تین ہزار جبکہ مولا علی کے لئے پانچ ہزار مقرر کئے اور امام حسن و امام حسین کیلئے قرابتِ رسول کی وجہ سے پانچ پانچ ہزار کے حصے مقرر کئے۔[5]

کپڑے عطا کئے ایک مرتبہ فاروق اعظم نے صحابہ کے بچوں میں کچھ کپڑے تقسیم کئے لیکن ان کپڑوں میں کوئی کپڑا ایسا نہ تھا جو امام حسن اور امام حسین کی شان کے لائق ہوتا لہٰذا آپ نے ان دونوں مقدس حضرات کیلئے یمن سے کپڑے منگوائے اور پھر کہا: اب میرا دل خوش ہوا ہے۔[6]

گواہ رہنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینے میں کہیں جا رہے تھے کہ اچانک حضرت علی اور امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم سامنے سے آگئے، حضرت علی نے سلام کیا اور فاروق اعظم کا ہاتھ تھام لیا جبکہ امام حسن و امام حسین فاروقِ اعظم کے دائیں بائیں آکر کھڑے ہوگئے، اتنے میں فاروق اعظم پر گریہ طاری ہوگیا، یہ دیکھ کر حضرت مولا علی نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! کس وجہ سے آپ رو رہے ہیں؟ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: اے علی! مجھ سے زیادہ رونے کا حقدار کون ہے؟ مجھے اس امت کا والی و حکمران مقرر کر دیا گیا ہے میں ان میں فیصلے کرتا ہوں، اب مجھے نہیں معلوم کہ اچھا فیصلہ کرتا ہوں یا غلطی کر بیٹھتا ہوں، حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وجہَہُ الکریم نے کہا: خدا کی قسم! آپ عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں، مگر حضرت علی کی یہ بات فاروق اعظم کے آنسو بند نہ کر سکی، یہ دیکھ کر امام حسن نے حضرت عمر فاروق کی حکومت اور عدل و انصاف کے بارے میں گفتگو کی، مگر حضرت عمر فاروق کے آنسو زار و قطار بہتے رہے، پھر امام حسین نے بھی اسی طرح کلام کیا، اِدھر حضرت امام حسین کا کلام ختم ہوا اُدھر فاروق اعظم کے آنسو تھم گئے، اس کے بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے میرے دونوں بھتیجو! کیا تم اس بات پر گواہ بن کر رہو گے؟ دونوں شہزادے خاموش رہے پھر اپنے والدِ محترم حضرت مولا علی کی جانب دیکھا تو حضرت علی نے فرمایا: تم دونوں اس بات پر گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات پر گواہ ہوں۔[7]

(1) بخاری، 2/527، حدیث: 3685 (2) استیعاب، 3/206 (3) البدایۃ والنہایۃ، 5/717 (4) الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 2/69، تاریخ المدینہ لابن شبہ، جز 3، ص799 (5) شرح معانی الآثار، 3/228 (6) تاریخ الاسلام للذہبی، 5/101 (7) ریاض النضرۃ، 1/374، ازالۃ الخفاء، 1/401۔

حضرت سخی سلطان عبدالحکیم رحمۃُ اللہِ علیہ

مولانا فضیل رضا عطاری مدنی

سلطانُ الاولیا، سراجُ الصالحین، سلطانُ العارفین، حضرت عبدُ الحکیم رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 11 ربیع الاول 1075 ہجری بمطابق 24 اگست 1664ء کو ہوئی۔ آپ کے والد حضرت میاں غلام علی صاحب رحمۃُ اللہ علیہ اور والدہ حضرت بی بی غلام فاطمہ صاحبہ رحمۃُ اللہِ علیہا دونوں عشقِ رسول، خوفِ خدا تقویٰ و پرہیز گاری جیسی عظیم صفات سے مالامال اور راتیں اللہ کی عبادت میں گزارنے والے تھے۔

ظاہری حلیہ: آپ کا چہرہ گول، قد درمیانہ، داڑھی مبارک گھنی، سر پر زلفیں اور اکثر سفید عمامہ اور کبھی کبھار ٹوپی پہنتے اور لباس بھی سنّتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مطابق اور سادہ ہوتا تھا۔

سیرت و کردار: آپ رحمۃُ اللہِ علیہ میں بچپن ہی سے ولایت کے آثار نمایاں تھے آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے 8 سال کی عمر میں حفظِ قراٰن کے نور سے اپنا سینہ منور کیا اور پھر مزید علمِ دین سے سیرابی و فیض یابی کیلئے آپ نے ہند دہلی تک کا سفر کیا اور انتہائی محنت و ذوق شوق سے علم دین حاصل کیا۔

بظاہر اسباب کی کمی کے باوجود آپ نے خودداری اور استقامت کے ساتھ علمِ دین حاصل کیا۔ آپ کی علم دوستی کی اس سے بڑی مثال کیا ہو گی کہ آپ اپنے اسباق کی تیاری و دہرائی کیلئے ایک درزی کے چراغ کے پاس بیٹھ کر سبق پڑھتے اور ایک بھٹیارن جو بھٹی پر دانے بھنا کرتی، جب شام کو وہ چلی جاتی تو وہاں گرے پڑے دانے اس کی اجازت سے کھا کر گزارہ کرتے۔ یوں آپ نے دہلی میں اپنا عرصہ تعلیم و تعلم مکمل کیا اور خود کو قراٰن و سنّت کی تعلیم کیلئے وقف کر دیا۔

شرفِ بیعت: آپ رحمۃُ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت سلطان ایوب عرف عمر جتی سلطان رحمۃُ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی سے سخی سلطان کا لقب پایا۔

آپ کے فیض یافتگان میں خلیفہ خاص حافظ عبد الوہاب، حافظ دائم حضوری ساہیوال والے، خواجہ عبدُ الخالق اویسی چشتیاں والے، حضرت میاں محمد حیات عرف بھورے والے اور عظیم صوفی شاعر بابا بلھے شاہ قصوری سمیت کئی اولیائے کاملین رحمہم اللہ المبین شامل ہیں۔ پاک و ہند میں آپ کے کثیر مریدین و عقیدت مند ہیں۔

معمولات: فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کے ساتھ نوافل و مستحبات و دیگر اذکار و اعمال بالخصوص سورۂ مزمل، قصیدۂ غوثیہ اور چہل کہف وغیرہ آپ کے خصوصی عملیات میں شامل تھے۔

ملفوظات: (1) آپ فرماتے ہیں: چار چیزوں کی کمی ہی انسانی کمال کے لئے کافی ہے: کم بولنا، کم کھانا، کم سونا اور کم میل جول رکھنا۔ (2) بغیر کسی ولیِ کامل کے تعلق کے کوئی شخص اطمینان قلب کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ (3) انسان کی زندگی میں جو کچھ اچھا یا برا ہو ان پر انسان کو ہر حال میں صابر و شاکر رہنا چاہئے۔

نصیحتیں: آپ رحمۃُ اللہ علیہ نے اپنے مریدین و عقیدت مندوں کو اَمر بالمعروف و نَہی عَنِ المُنکر پر پابند رہنے کا سختی سے درس دیا۔ آپ فرماتے کہ جو بھی نیک کام شروع کرو تو اسے تادمِ حیات جاری رکھو اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ کرو مگر اس میں تسلسل لازمی رکھو۔

درس گاہ: آپ رحمۃُ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ صاحب نے بھی درس و تدریس کے سلسلے کو دوام بخشا۔ یوں تاحال

آپ کی درگاہ سے متصل ایک عظیم الشان درسگاہ بنام ”جامعہ عربیہ مظہر العلوم السلطان“ کی ایک عالیشان عمارت قائم ہے۔
وصال: علم و عمل کی پیکر یہ عظیم ہستی 29 محرم الحرام 1145 ہجری اور 11 جولائی 1734ء کو خالقِ حقیقی سے جاملی۔ آپ کا مزار پاکستان کے صوبہ پنجاب ضلع خانیوال میں دریائے راوی کے قریب آپ ہی کے نام سے منسوب شہر ”عبدُ الحکیم“ میں واقع ہے۔
اللہ کریم کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم
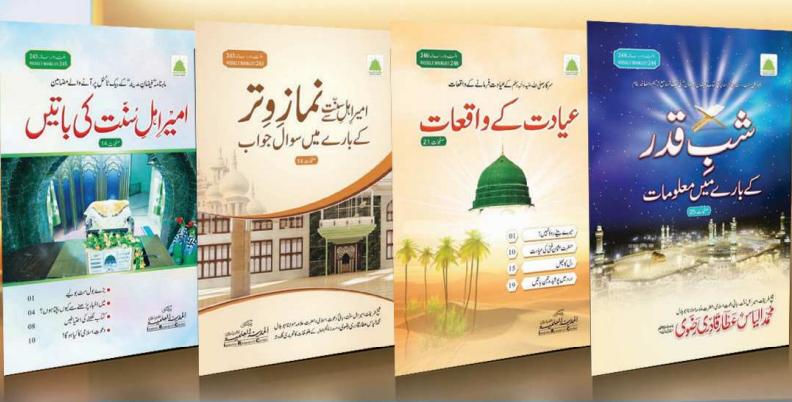
مَدَنی رسائل کے مُطالعہ کی دُھوم

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے رمضانُ المبارک اور شوّالُ المکرم 1443ھ میں درج ذیل دو مَدَنی رسائل پڑھنے/سننے کی ترغیب دلائی اور پڑھنے/سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازا: (1) یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 25 صفحات کا رِسالہ ”شبِ قَدْر کے بارے میں معلومات“ پڑھ یا سُن لے اُسے شبِ قدر کی برکتوں سے مالا مال فرما کر بے حساب مغفرت سے نواز دے۔ اٰمین (2) یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 21 صفحات کا رِسالہ ”عِبادت کے واقعات“ پڑھ یا سُن لے اُس کو مسلمانوں کا ہمدرد بنا، آفتوں اور مصیبتوں سے بچا کر اُسے بے حساب مغفِرت سے نواز دے، اٰمین۔

جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے درج ذیل 2 رِسالوں کے پڑھنے/سننے والوں کو یہ دُعا دی: (1) یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 14 صفحات کا رِسالہ ”امیرِ اہلِ سنّت سے نمازِ وتر کے بارے میں سوال جواب“ پڑھ یا سُن لے اُسے باجماعت نماز کی پابندی نصیب فرما۔ اٰمین (2) یااللہ پاک! جو کوئی 14 صفحات کا رِسالہ ”امیرِ اہلِ سنّت کی باتیں“ پڑھ یا سُن لے اُسے اپنے نیک بندوں کے نقشِ قدم پر چلا۔ اٰمین بِجاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رِسالہ	پڑھنے/سننے والے اسلامی بھائی	اسلامی بہنیں	کل تعداد
شبِ قَدْر کے بارے میں معلومات	12لاکھ90ہزار506	7لاکھ27ہزار206	20لاکھ17ہزار712
عبادت کے واقعات	16لاکھ26ہزار15	8لاکھ95ہزار682	25لاکھ21ہزار697
امیرِ اہلِ سنّت سے نمازِ وتر کے بارے میں سوال جواب	13لاکھ53ہزار544	9لاکھ54ہزار548	23لاکھ8ہزار92
امیرِ اہلِ سنّت کی باتیں	13لاکھ26ہزار835	7لاکھ98ہزار275	21لاکھ25ہزار110

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابوماجد محمد شاہد عطاری مَدَنی*

محرمُ الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عرس ہے، ان میں سے 77 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" محرمُ الحرام 1439ھ تا 1443ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 11 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

(1) امینُ الاُمّہ حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبدُ اللہ بن جراح رضی اللہُ عنہ قرشی فہری قدیمُ الاسلام صحابی، حبشہ و مدینہ ہجرت کرنے والے، نہایت نڈر سپہ سالار، دُبلے پتلے، دراز قد، حُسنِ ظاہری و باطنی سے مالا مال، منکسرُ المزاج و حُسنِ اَخلاق کے پیکر، عابد و زاہد، راویِ حدیث، صراحتاً جنّت کی خوشخبری پانے والے (عشرہ مبشرہ سے) تھے۔ آپ نے تمام غزوات میں شرکت فرمائی، کئی سرایا میں سپہ سالار مقرر ہوئے، فتحِ شام میں مسلمانوں کے قائد رہے، طاعونِ عمواس (محرم و صفر) 18ھ کو 58 سال کی عمر میں وفات پائی۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہے: اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَاِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ یعنی ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری اُمّت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ مزار مبارک غور بیسان میں ہے۔[1]

✿ شہدائے غزوۂ خیبر: غزوۂ خیبر محرم و صفر 7ھ کو مدینۂ منورہ سے شمال کی جانب 150 کلو میٹر پر واقع مقامِ خیبر میں ہوا، اس میں مسلمانوں کی تعداد 16 سو اور یہود کی 10 ہزار تھی، اس میں مسلمانوں کو فتح اور یہود کو شکست ہوئی، بشمول خیبر ان کے سارے قلعے فتح ہوئے، 15 مسلمان شہید ہوئے، اسی غزوہ کے بعد رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اُمُّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہُ عنہا سے نکاح فرمایا تھا۔[2]

اولیاء و مشائخ عظام رحمہمُ اللہُ السّلام

(2) زندہ پیر حضرت سیّد ابوالمحاسن فضیل قادری ٹھٹھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت سندھ میں 14 صفر 871ھ کو ہوئی اور 17 محرم 934ھ کو ٹھٹھہ سندھ میں وفات پائی، مزارِ مبارک درگاہ حضرت سیّد عبدُ اللہ شاہ اَصحابی رحمۃُ اللہِ علیہ سے چند گز کے فاصلے پر ایک گنبد میں ہے۔ آپ اعلیٰ پائے کے بزرگ اور کثیرُ السیاحۃ والکرامات تھے۔[3] (3) حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 16 شوال 846ھ کو ہوئی اور 19 محرم 970ھ کو وصال فرمایا، مزار موضع اسفزار نزد ماوراءُالنہر ترکی میں ہے۔ آپ اپنے ماموں خواجہ محمد زاہد رحمۃُ اللہِ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے، آپ متقی و پرہیز گار اور احتیاط و عزیمت پر عمل پیرا تھے، آپ اپنے زمانے کے مرجع خاص و عام تھے۔[4] (4) محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 17 ربیعُ الآخر 987ھ اور وفات 19 محرم 1053ھ کو ہوئی، مزار گنگوہ شریف ضلع انبالہ (مشرقی پنجاب ہند) میں ہے، آپ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ، عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ کے پیکر اور سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے شیخِ طریقت ہیں۔[5] (5) شمسُ الملّۃ والدین حضرت خواجہ مرزا مظہر جان جاناں علوی دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 11 رمضان 1110ھ میں ہوئی، آپ دینی و دنیاوی علوم و فنون میں ماہر، فارسی و اُردو کے بہترین شاعر، حُسنِ ظاہری و باطنی سے مالا مال، پابندِ شریعت و سنّت، مذہباً حنفی اور مَشرَباً نقشبندی و شیخِ طریقت تھے، ایک قاتلانہ حملے میں زخمی ہوئے اور 10 محرم 1195ھ کو جامِ شہادت نوش فرمایا، مزار خانقاہ شاہ ابوالخیر دہلی میں ہے، دیوانِ

مزار حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبدُ اللہ بن جراح رضی اللہُ عنہ

مزار حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃُ اللہِ علیہ

* رکنِ شوریٰ و نگرانِ مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

مظہر (فارسی) سمیت چھ کتب تصنیف فرمائیں۔(6) 6 زینتُ الاولیاء حضرت مولانا محمد زینُ الدین کھڈوی رحمۃُ اللہِ علیہ موضع انگہ ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے اور 13 محرم 1295ھ کو کھڈ شریف (تحصیل جنڈ، ضلع اٹک) میں وصال فرمایا۔ آپ علوم و فنون کے ماہر، کُتبِ درسیہ کے حافظ، مَرجِعِ طلبۂ ہندوستان و افغانستان و بخارا، استاذُ العلماء، عاشقِ کُتبِ دینیہ، صاحبِ کشف اور جانشینِ دوم دربارِ عالیہ حضرت مولانا محمد علی کھڈوی تھے۔(7) 7 قُدْوَۃُ العُرَفاء حضرت مخدوم سیّد شاہ منصب علی کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ مخدوم شاہ قلندر بخش رحمۃُ اللہِ علیہ کے بیٹے تھے، آپ صبر و رضا و توکل سے متصف، مرجعِ انام اور وسیع سلسلۂ رُشد و ہدایت رکھتے تھے، خاندان کے حالات غیر موافق وغیر ہموار ہونے کے باوجود سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے، آپ کا وصال محرم 1307ھ کو کچھوچھہ شریف میں ہوا، تدفین کنارہ تالاب نیر شریف مسجد شریف کے پاس ہوئی۔(8)

مزار حضرت مولانا محمد زینُ الدین کھڈوی رحمۃُ اللہِ علیہ

مزار حضرت شاہ ولیُ اللہ احمد محدث دہلوی فاروقی رحمۃُ اللہِ علیہ

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام 8 شیخُ القراء شحاذۃ الیمنی شافعی مصری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت دسویں صدی ہجری کی ابتدا میں ہوئی، آپ کا تعلق مصر کے صوبے قلیوبیہ کے علاقے کَفْرُ الیمن سے ہے، آپ حافظ و قاریِ قراٰن، مفتیِ اسلام، مدرسِ جامعۃُ الازہر تھے، آپ نے اپنے آپ کو علمِ قراءت کی ترویج و اشاعت کیلئے وقف کیا ہوا تھا، آپ خیر و احسان، تقویٰ و پرہیز گاری اور دین میں بہت بڑے مقام پر فائز تھے۔ ادائیگیِ حج کے بعد مدینہ شریف حاضر ہوئے اور وہیں محرم 978ھ یا 987ھ کو وصال فرمایا، جنّتُ البقیع میں تدفین ہوئی۔(9) 9 عالمِ شہیر حضرت شاہ ولیُ اللہ احمد محدث دہلوی فاروقی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 1110ھ میں دہلی میں ہوئی اور یہیں 29 محرم 1176ھ کو وصال فرمایا، تدفین دہلی میں ہوئی، آپ جید عالمِ دین، مسندُ العصر، علمِ ظاہری و باطنی کے جامع، علمائے ہند و حجاز سے مستفیض، مصنفِ کُتب، مرجعِ خاص و عام، مشہور عالم اور مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ مشہور کُتب میں الفوزُ الکبیر فی اصول التفسیر، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ھمعات اور حجۃ اللہ البالغہ ہیں۔(10) 10 خلیفہ امیرِ ملت حضرت مولانا حافظ ظفر علی پسروری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1290ھ کو پسرور (ضلع سیالکوٹ، پنجاب) کے ہاشمی گھرانے میں ہوئی، وصال 24 محرم 1337ھ کو ہوا، تدفین قبرستان نزد تحصیل دروازہ میں ہوئی، آپ حافظِ قراٰن، واعظِ شیریں بیاں، شاعرِ اسلام، اَوراد و وَظائف اور ذکر و فکر کے پابند تھے، تبلیغی دوروں میں امیرِ ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃُ اللہِ علیہ کے ہمراہ سفر فرماتے تھے۔(11) 11 حضرت مولانا قاضی ابو الحقائق عبدُ الحق ہاشمی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1334ھ اور وفات 4 محرم 1414ھ کو ہوئی، تدفین قطبال (تحصیل فتح جنگ، ضلع اٹک) میں ہوئی۔ آپ فارغُ التحصیل عالمِ دین، درگاہ غوثیہ گولڑہ شریف سے وابستہ، 14 کُتب ورَسائل کے مصنف، جامع مسجد قطبال پھر مسجد ملکاں کے امام، خطیب پاک آرمی اور محکمہ تعلیم میں خدمات سرانجام دینے والے تھے۔(12)

---

(1) بخاری، 2/545، حدیث: 3744، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، 3/475تا 478، تاریخ طبری، 8/315، البدایۃ والنہایہ، 10/40 (2) اسد الغابۃ، 1/59، تاریخ طبری، 2/240 تا 247، مصور غزوات النبی، ص52 (3) تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص110 تا 113 (4) حضرات القدس، دفتر اول، ص256، تاریخ مشائخ نقشبند، ص260 (5) حقیقت گلزار صابری، ص541، انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/107 (6) مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط، ص11 تا 20، دہلی کے بائیس خواجہ، ص214 (7) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع اٹک، ص57 (8) حیات مخدوم الاولیاء، ص19 تا 21 (9) المجلۃ التاریخۃ المصریۃ، 55/138، فوائد الارتحال، 4/583 (10) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص6، 11، 17 (11) تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص39 (12) علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ، ص81 تا 93۔

تعزیت و عیادت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے Video اور Audio پیغامات کے ذریعے دکھیاروں اور غم زدوں سے تعزیت اور بیماروں سے عیادت فرماتے رہتے ہیں، ان میں سے منتخب پیغامات ضروری ترمیم کے بعد پیش کئے جارہے ہیں۔

مفتی محمد نظامُ الدّین نوری اور مولانا انوار صاحب کے انتقال پر تعزیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

خوش ہونے والے پر حیرت

مکتبۃُ المدینہ کے رسالے "پُل صراط کی دہشت" صفحہ نمبر 03 پر ہے: حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: تعجب ہے اُس ہنسنے والے پر جس کے پیچھے جہنم ہے اور حیرت ہے اُس خوشی منانے والے پر جس کے پیچھے موت ہے۔ (تنبیہ المغترین، ص41)

سگِ مدینہ محمد الیاس عطّار قادری رضوی عُفِیَ عَنْہُ کی جانب سے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجھے یہ افسوسناک خبر ملی کہ سُہیل اور محمد افضل کے ابوجان حضرت مولانا مفتی محمد نظامُ الدّین نوری صاحب 60 سال کی عمر میں اور سُہیل اور محمد افضل کے بھائی جان حضرت مولانا انوار صاحب ایکسیڈنٹ کے بعد 21 شوالُ المکرم 1443 سِنِ ہجری مطابق 23 مئی 2022ء کو 35 سال کی عمر میں ہند کے شہر براؤں شریف کے قریب راستے میں انتقال فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ!

میں تمام سوگواروں سے تعزیت کرتا ہوں اور صبر وہمت سے کام لینے کی تلقین۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

یاربِّ کریم! حضرت مولانا مفتی محمد نظامُ الدّین نوری صاحب اور حضرت مولانا انوار صاحب کو غریقِ رحمت فرما، اِلٰہَ الْعٰلمین! انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرما، پروردگارِ عالم! ان کی قبر جنّت کا باغ بنے، رحمت کے پھولوں سے ڈھکے، تاحدِ نظر وسیع ہوجائے، مولائے کریم! نورِ مصطفےٰ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صدقہ ان کی قبر تاحشر جگمگاتی رہے۔

روشن کر قبر بیکسوں کی — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
تاریکیِ گور سے بچانا — اے شمعِ جمالِ مصطفائی

یااللہ پاک! مرحومین کو بے حساب مغفرت سے مشرف فرما کر انہیں جنّتُ الفردوس میں اپنے پیارے پیارے آخری نبی، مکی مدنی، محمدِ عربی صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوسی بنا، یااللہ پاک! تمام سوگواروں کو صبرِ جمیل اور صبرِ جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرما، ربِّ کریم! میرے پاس جو کچھ ٹوٹے پھوٹے اعمال ہیں اپنے کرم کے شایانِ شان ان پر اجر عطا فرما، یہ سارا اجر و ثواب جنابِ رسالت مآب صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا فرما، بوسیلۂ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ سارا ثواب مرحوم حضرت مولانا مفتی محمد نظامُ الدّین نوری صاحب اور مرحوم حضرت مولانا انوار صاحب سمیت ساری امّت کو عنایت فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بے حساب مغفرت کی دعا کا ملتجی ہوں۔

حضرت مفتی ابوحماد احمد میاں برکاتی صاحب کیلئے دعائے صحت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

دو مَردوں کے برابر بخار ہوتا ہے

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ کا بیان ہے کہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، جب میں نے آپ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو چُھوا تو عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے۔ فرمایا: ہاں! مجھے تمہارے دو مَردوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی: کیا یہ اس لئے کہ آپ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے دُگنا ثواب ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔ (مسلم، ص1066، حدیث: 6559)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن ط

یاربَّ المصطفیٰ جَلَّ جَلَالُہ وصلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! حضرت مفتی ابوحماد احمد میاں برکاتی صاحب کو کمزوری اور گُردے کی تکلیف سے شفائے کاملہ، عاجلہ، نافعہ عطا فرما، یااللہ پاک! انہیں صحتوں، راحتوں، عافیتوں، عبادتوں، ریاضتوں، دینی خدمتوں بھری طویل زندگی عطا فرما، مولائے کریم! یہ بیماری، یہ تکلیف، یہ پریشانی ان کے لئے ترقیِ درجات کا باعث اور جنّتُ الفردوس میں تیرے پیارے پیارے آخری نبی، مکی مدنی، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوسی بننے کا سبب بنے، ربِّ کریم! کربلا والوں کا صدقہ ان کی جھولی میں ڈال دے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللہ! لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللہ! لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللہ!

بے حساب مغفرت کی دُعا کا ملتجی ہوں۔

مختلف پیغاماتِ عطّار

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے مئی 2022ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃُ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ ”پیغاماتِ عطّار“ کے ذریعے تقریباً 2151 پیغامات جاری فرمائے جن میں 349 تعزیت کے، 1613 عیادت کے جبکہ 189 دیگر پیغامات تھے۔

بَرَکۃُ العصر، شیخُ الاسلام حضرت
شیخ محمود آفندی رحمۃُ اللہِ علیہ

بَرَکۃُ العصر، شیخِ طریقت، شیخُ الاسلام حضرت شیخ محمود آفندی رحمۃُ اللہِ علیہ (محمود استی عثمان اوغلو) 1929ء میں تُرکیہ کے صوبے ترَابزون کے اوف نامی گاؤں کے ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ نے 10 سال کی عمر میں قراٰنِ مجید حفظ کیا اور 16 سال کی عمر تک اپنے والد صاحب ہی سے عِلمِ دین حاصل کیا اور 16 سال کی عمر میں اپنے علاقے کی مسجد میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

آپ نے سال میں 3 ہفتے تُرکیہ کے اطراف میں دعوتی سفر کے لئے وقف کر رکھے تھے۔ آپ نے جرمنی اور امریکہ سمیت کئی ممالک کے دعوتی اور تعلیمی دورے کئے، پھر 1954ء میں استنبول میں اسماعیل مسجد کے امام مقرر ہوئے۔

آپ کی کوششوں سے ہزاروں کی تعداد میں حُفّاظِ قراٰنِ کریم تیار ہوئے اور دسیوں ہزار طلبہ و طالبات کو اسلامی نہج پر تربیت دی گئی۔ آپ نے کئی کتب بھی تالیف فرمائیں۔

شیخ محمود آفندی صوفی رجحانات کے حامل تھے، سلسلہ طریقت میں نقشبندی اور فقہ میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ کے مقلد یعنی حنفی تھے۔

آپ کے ہاں اکثر محافلِ درود ہوتیں اور قصیدہ بُردہ شریف پڑھا جاتا۔ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری نَوَّرَ اللہُ مَرْقَدَہ اور دیگر کئی سنّی علما و مشائخِ پاک و ہند کی آپ سے ملاقات رہی۔

ماضی قریب میں دعوتِ اسلامی کے مبلغین کا وفد بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جس میں ترجمانِ دعوتِ اسلامی رکنِ شوریٰ حاجی عبد الحبیب عطاری بھی شامل تھے۔ شیخ آفندی رحمۃُ اللہِ علیہ نے طبیعت ناساز ہونے کے باوجود وفد کو وقت دیا اور

قصیدہ بردہ شریف مل کر پڑھا۔

وصال سے دو ہفتے پہلے آپ کا ایک آپریشن ہوا تھا، جس کے بعد انفیکشن ہو گیا، بظاہر اسی سبب سے 24 ذوالقعدۃ الحرام 1443ھ مطابق 23 جون 2022ء کو علم و عمل کے عظیم پیکر اور صبر و استقامت کے کوہِ گراں شیخ محمود آفندی تُرکیہ کے شہر استنبول میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ نمازِ جنازہ 24 جون 2022ء کو بعد نماز جمعہ استنبول کی مسجد الفاتح میں ادا کی گئی جس میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان شریک ہوئے۔

شیخ محمود آفندی رحمۃُ اللہِ علیہ کے انتقال کی خبر پا کر شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت نے ان کے اہلِ خانہ سے تعزیت کی اور دعا کی۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم

عبرت کیوں نہیں پکڑتے؟

حضرت سیدنا عیسیٰ روحُ اللہ علٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام جب کسی مرنے والے کے گھر کے پاس سے گزرتے تو اس کے قریب ٹھہر کر پکارتے: افسوس ہے تیرے اُن مالکان پر جن کی وراثت میں تو ہے، پہلے گزر جانے والے ان کے بھائیوں کے ساتھ جو تو نے کیا وہ اس سے عبرت کیوں نہیں پکڑتے؟

(حلیۃ الاولیاء، 2/437، رقم:2894)

موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ
جان جاکر ہی رہے گی یاد رکھ
قبر میں میت اترنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مجھے یہ افسوس ناک خبر ملی کہ بَرَکۃ العصر، شیخ طریقت، شیخُ الاسلام حضرت شیخ محمود آفندی صاحب 24 ذوالقعدۃ الحرام 1443 ہجری مطابق 23 جون 2022 کو تُرکیہ میں انتقال فرما گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْن۔

میں تمام سوگواروں سے تعزیت کرتا ہوں اور صبر وہمت سے کام لینے کی تلقین۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن ط

یاربِّ کریم! حضرت پیرِ طریقت قبلہ شیخ محمود آفندی صاحب کو غریقِ رحمت فرما، اِلٰہَ العٰلمین! انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرما، ربُّ العزت ان کی قبر جنّت کا باغ بنے، رحمت کے پھولوں سے ڈھکے، تاحدِّ نظر وسیع ہو جائے، مولائے کریم نورِ مصطفےٰ کا صدقہ ان کی قبر تاحشر جگمگاتی رہے، یااللہ پاک! تمام سوگواروں کو صبرِ جمیل اور صبرِ جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تمام سوگوار صبر وہمت سے کام لیں، اللہ ربُّ العزت کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اللہ کریم کی رضا پر راضی رہیں، نماز روزوں کی پابندی کرتے رہیں۔

ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ کا تعارف

مولانا صداقت علی عطاری مَدَنی*

صاحبِ ہدایہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ فقہ میں کوئی ایسی کتاب تحریر کی جائے جو فقہ کے تمام مسائل کو جامع ہو اور مختصر بھی ہو تو آپ نے مختصرُ القدوری اور امام محمد کی جامع صغیر کو سامنے رکھتے ہوئے بِدایۃُ المُبتدی کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی۔

پھر دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ یہ بدایۃُ المبتدی بہت مختصر ہو چکی ہے، اس کی ایک شرح لکھی جائے چنانچہ آپ نے اس کتاب کی شرح بنام کفایۃُ المنتھی لکھنا شروع کی جو لکھتے لکھتے 80 جلدوں (Volumes) تک پہنچ گئی۔

پھر کِفایۃُ المُنتھی کی طوالت کو دیکھا تو خیال کیا کہ اسے کون پڑھے گا، چاہا کہ بدایۃُ المبتدی کی ایک مختصر شرح لکھی جائے لہٰذا آپ نے ہِدایہ تحریر فرمائی۔[1]

ہِدایہ کو لکھنے کی ابتداء ماہِ ذوالقعدہ 573ھ میں کی اور 13 سال میں یہ کتاب مکمل ہوئی، اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ ایامِ مَنْہِیہ[2] کے علاوہ روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے اور کوشش فرمایا کرتے تھے کہ روزے کا کسی کو پتا نہ چلے۔[3]

صاحبِ ہدایہ کا مختصر تعارف آپ کا اسمِ گرامی علی بن ابو بکر بن عبدُ الجلیل الفرغانی المَرغینانی ہے۔ آپ صدیقیُ النسب ہیں یعنی خلیفۂ اوّل امیرُ المومنین سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی ولادت 8 رجب المرجب 511ھ بروز پیر بعد نمازِ عصر مرغینان میں ہوئی۔[4] مَرغینان ازبکستان کے شہر فرغانہ (Fergana) کا علاقہ ہے۔ مَرغینان کو مارگیلان بھی کہتے ہیں۔ کتبِ اسلامیہ میں اکثر ماوراءُ النہر کا لفظ آتا ہے، ماوراءُ النہر (Transoxiana) وسطِ ایشیا کے ایک علاقے کو کہا جاتا ہے جس میں موجودہ ازبکستان، تاجکستان اور جنوب مغربی قازقستان شامل ہیں۔ ماوراء النہر کے اہم ترین شہر سمرقند، بخارا، خجند، اشروسنہ اور ترمذ تھے۔

صاحبِ ہدایہ کے اساتذۂ کرام میں مفتیُ الثقلین نجمُ الدّین ابو حفص عمر نسفی اور صدرُ الشہید محمد بن حسین جیسی عظیم ہستیوں کا نام شامل ہے۔ آپ کا وصال 14 ذوالحجہ 593ھ میں ہوا اور تدفین سمرقند میں ہوئی۔[5]

تصانیف ہدایہ کے علاوہ آپ کی کتب میں (1) مناسک الحج (2) نشر المذہب (3) مجموع النوازل (4) مختار الفتاویٰ (5) المنتقی المرفوع (6) الفرائض (7) التجنیس والمزید کے نام شامل ہیں۔[6]

*مدرس جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ اسلام آباد

فقہِ حنفی میں صاحبِ ہدایہ کا مقام فقہِ حنفی میں صاحبِ ہدایہ مجتہد مقید یعنی اصحابِ تخریج و ترجیح کے درجے پر فائز تھے۔ ان کی یہ کتاب مستطاب جب سے لکھی گئی تب سے آج تک عُلما کے زیرِ مطالعہ رہی ہے اور غالب اکثریتی مدارس کے نصاب کا حصہ رہی ہے۔

ہدایہ کا اُسلوب 1 مسائل کے اثبات کے لئے کتابُ اللہ، احادیثِ مبارکہ، آثارِ صحابہ اور عقلی دلائل سے استدلال کیا ہے 2 کتاب، باب اور فصل کی صورت میں تقسیم کاری کی اور کئی مقامات پر فصل کے تحت انواع اور اسباق کی اجناس ذکر کیں 3 مختلف فیہ اقوال مع دلائلِ نقلیہ و عقلیہ ذکر کرنے کے بعد جو احناف کا قول مصنف کے نزدیک راجح ہوتا ہے اسے دلائل کے ساتھ آخر میں ذکر کرتے ہیں تاکہ بعد والا قول اور اس کے دلائل پچھلے اقوال و دلائل کو رد کر دیں۔ اور اگر اقوال نقل کرتے ہیں تو اکثر عُلما کے نزدیک جو قول قوی ہوتا ہے اسے مقدم کرتے ہیں[7] 4 مختصرُ القدوری اور جامعُ الصغیر کے مسائل کی شرح بیان کرتے ہیں جب فی الکتاب کہتے ہیں تو اس سے قدوری مراد لیتے ہیں۔[8]

ہدایہ کی اصطلاحات ❁ **مَاتَلَوْنا:** گزشتہ آیت کی طرف اشارہ[9] ❁ **مَاذَکرنا:** عقلی دلیل کی طرف اشارہ[10] ❁ **مَارَوینا:** حدیث کی طرف اشارہ[11] ❁ **لِما ذَکرنا:** کبھی اس سے بھی حدیث کی جانب اشارہ ہوتا ہے ❁ **فِی الْاَصل:** اصل کہہ کر امام محمد بن حسن شیبانی کی کتاب "المبسوط" مراد لیتے ہیں ❁ **قَالوا:** اس سے علما کے اختلاف کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے ❁ **قَال مَشَائخنا:** ماوراء النہر میں سے بخارا اور سمرقند کے عُلما[12] ❁ **فِی دِیارنا:** ماوراء النہر کے شہر مراد لیتے ہیں[13] ❁ **لِما بَیَّنّا:** کبھی اس سے کتابُ اللہ و سنتِ رسول اور دلیلِ عقلی کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔[14]

ہدایہ پر ہونے والا علمی کام

تخریجُ الاحادیث: ہدایہ میں موجود احادیث کی تخریج کئی کتب کی صورت میں کی گئی جو شوافع کی طرف سے تخریج کا جواب بھی ہو گیا اور تخریج بھی۔ کچھ کتب کے نام یہ ہیں: 1 نَصْبُ الرَّایَۃِ لِجَمَالِ الدِّیْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یُوْسُف الزیلعی 2 الدِّرایۃُ فِی مُنتخبِ تَخریجِ احادیثِ الْھِدَایہ لِشِھَاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی 3 اَلْکِفَایَۃُ لِلْاِمامِ الْحافظِ محی الدینِ عبدِ الْقادِرِ بنِ ابی الوفاءَ الْقَرَشِیّ۔

شروحاتِ ہدایہ: ہدایہ ان کتابوں میں شامل ہے جن کتب کی شروحات بہت زیادہ لکھی گئیں۔ ہدایہ کی شروحات عربی، اُردو، فارسی، انگلش میں بھی لکھی گئیں۔ چند شروحات کے نام: 1 فَتحُ الْقَدیر لکمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الھمام (وفات: 861ھ) 2 البنایۃ شرح الھدایۃ لابی محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (وفات: 855ھ) 3 نھایۃ الکفایۃ لدرایۃ الھدایہ لتاج الشریعۃ عمر بن احمد المحبوبی البخاری (وفات: 672ھ) 4 الکفایۃ لجلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرلانی (وفات: 767ھ)۔

حواشی: ہدایہ کے کئی حواشی لکھے گئے جن میں اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ کا حاشیہ بھی ہے، اَلحمدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے تحقیقی ادارے المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ کُتبِ اعلیٰ حضرت نے اس حاشیے پر کام کیا اور "التَّعْلِیْقَاتُ الرَّضویہ علی الْھِدَایۃ و شروحھا" کے نام سے بیروت سے شائع بھی کروایا۔ اس کے علاوہ ہدایہ پر تجرید، تعلیق، تلخیص وغیرہ کے حوالے سے بھی کام ہوا جس کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔

---

(1) الفوائد البہیۃ، ص183 ماخوذاً (2) 10، 11، 12، 13 ذوالحجہ اور یکم شوال یہ وہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا منع ہے۔ (3) کشف الظنون، 2/2032، حدائق الحنفیہ، ص260 (4) حدائق الحنفیہ، ص259 (5) الفوائد البہیۃ، ص183 (6) الفوائد البہیۃ، ص183، کشف الظنون، 2/1622، 1624، 1852 (7) نتائج الافکار تکملہ فتح القدیر، 8/247 (8) کشف الظنون، 2/2032 (9) نتائج الافکار، تکملہ فتح القدیر، 7/160 (10) نتائج الافکار تکملہ فتح القدیر، 7/160 (11) نتائج الافکار تکملہ فتح القدیر، 7/160 (12) فتح القدیر، 6/275 (13) فتح القدیر، 6/281 (14) کفایۃ، فتح القدیر، 9/166۔

مفتی سجاد عطّاری مدنی

(قسط:01)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! آج ہمارے ساتھ سلسلہ ”انٹرویو“ میں ایک ایسی شخصیت موجود ہے جنہیں آپ مدنی چینل کے سلسلے ”دارُالافتاء اہلِ سنّت“ میں دیکھتے رہتے ہیں، جو طویل عرصے سے دارُالافتاء اہلِ سنّت سے وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ جامعۃ المدینہ میں تدریس بھی فرمارہے ہیں۔ بلکہ آپ کے کثیر شاگرد بھی منصبِ تدریس پر فائز ہیں۔ آج ہمارے مہمان ہیں مفتی محمد سجاد عطّاری مدنی صاحب۔

مہروز عطّاری: آپ کی پیدائش کب اور کس شہر میں ہوئی؟

مفتی سجاد عطّاری: میری پیدائش ڈیرہ غازی خان میں ہوئی تھی، ویسے میرا تعلق ہیرو شرقی (Hero Sharqi) نامی گاؤں سے ہے۔ سرکاری کاغذات کے مطابق میری تاریخِ پیدائش 15 مئی 1977ء ہے۔

مہروز عطّاری: آپ کا تعلق کس ذات یا برادری سے ہے اور آپ کے والد صاحب کی کیا مصروفیت تھی؟

مفتی سجاد عطّاری: ہماری مین کاسٹ تو بلوچ ہے جبکہ اس کی ذیلی شاخوں میں سے ہمارا تعلق نتکانی بلوچ برادری سے ہے۔ میرے والد صاحب یونین کونسل میں سرکاری ملازم تھے۔ میرا تعلق ایک غریب خاندان سے ہے لیکن والد صاحب نے ہماری تعلیم کے سلسلے میں بہت محنت وجدوجہد فرمائی۔

مہروز عطّاری: آپ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی اور آپ کی تعلیم میں آپ کے والد صاحب کا کیا کردار رہا؟

مفتی سجاد عطّاری: پرائمری اور ہائی اسکول تک تعلیم اپنے گاؤں سے ہی حاصل کی، بچپن اور نابالغی کی عمر میں قراٰنِ کریم بھی اپنے محلے کی ہی ایک خاتون سے پڑھا، جو اپنے گھر میں پڑھاتی تھیں۔ والد صاحب ہماری تعلیم میں بہت دلچسپی لیتے تھے اور شدید مجبوری کے بغیر ہمیں چھٹی نہیں کرنے دیتے تھے۔ اسکول میں ہونے والے ٹیسٹ، امتحانات اور ان کے نتائج سے متعلق اپ ڈیٹ رہتے اور نمبر کم آنے پر پوچھ گچھ بھی کرتے تھے۔ نماز کی بہت پابندی کرواتے اور باقاعدہ پوچھتے بھی تھے کہ فلاں نماز میں مسجد میں نظر کیوں نہیں آئے۔

ہمارے بچپن میں والد صاحب کی اس تربیت سے ہم نے یہ سیکھا کہ باپ یا سرپرست اپنے ماتحتوں کو شروع سے ان چیزوں کا عادی بنائے اور پوچھ گچھ کا سلسلہ رکھے تو انسان ساری زندگی کے لئے ان چیزوں کا پابند بن جاتا ہے۔ بچپن میں ہمیں والد صاحب کی یہ پابندیاں بُری لگتی تھیں لیکن اب احساس ہوتا ہے کہ ہماری شخصیت کی تعمیر کے لئے یہ کتنی ضروری تھیں۔

مہروز عطّاری: والد صاحب کا مزاج کیسا تھا؟

مفتی سجاد عطّاری: اللہ کے کرم سے ہمارے ساتھ کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا کہ جیسے ہم قید وبند میں ہوں۔ عصر سے مغرب کے درمیان ہم عموماً والی بال یا کرکٹ کھیلتے تھے، بعض اوقات والد صاحب بھی آکر ہمیں کھیلتے ہوئے دیکھتے تھے۔ قراٰن خوانی، محفلِ میلاد اور دیگر مثبت سرگرمیوں میں شرکت کی عام اجازت تھی۔

مہروز عطّاری: آپ دعوتِ اسلامی سے کیسے وابستہ ہوئے اور درسِ نظامی کا ذہن کیسے بنا؟

مفتی سجاد عطّاری: انٹر کرنے تک میرے ذہن میں کوئی ایسا خیال نہیں تھا کہ کسی دینی ادارے میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنی ہے، نہ ہی گھر والوں کا ایسا کوئی ذہن تھا۔ میرے ایک دوست تھے جن کا کوئٹہ اور کراچی آنا جانا تھا، کراچی میں وہ مزدوری کرتے تھے جبکہ کوئٹہ میں ان کے بھائی ملازمت کرتے تھے۔ وہاں انہوں نے دعوتِ اسلامی کا ماحول دیکھا اور ماحول سے وابستہ ہوگئے۔ اسی دوران کراچی سے ہمارے شہر تونسہ شریف میں مدنی قافلے آنا شروع ہوگئے۔ دعوتِ اسلامی کا ایک تعارف اس دوست کے ذریعے ملا اور دوسرا تعارف مدنی قافلے والوں کے ذریعے ہوا۔ مدنی قافلے والے ہماری مسجد میں بھی آکر درس دیا کرتے تھے اور پھر آہستہ آہستہ میں نے اپنی مسجد میں درس دینا شروع کر دیا اور مجھے اس کی ذمہ داری دی گئی۔

انہی دنوں کراچی میں جامعۃُ المدینہ کا آغاز ہوا تو میرے اس دوست نے ترغیب دلائی کہ آپ FSC کرنے کے بعد جامعۃُ المدینہ میں داخلہ لے کر درسِ نظامی کرلیں تو آپ کو دین کا علم حاصل ہوجائے گا اور ساتھ میں MA کے برابر سند بھی مل جائے گی۔ ان دنوں میرا ذہن ڈگریاں حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھا لہٰذا یہ بات مجھے کافی سمجھ آئی۔

اس دوران درس کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ آپ درس دیتے ہیں لیکن عمامہ نہیں پہنتے اور ننگے سر گھومتے ہیں، تو میں نے آہستہ آہستہ عمامہ شریف پہننا شروع کردیا اور دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستگی پختہ ہوتی چلی گئی۔

مہروز عطّاری: درسِ نظامی کے لئے جب کراچی آئے تو کیا جذبات تھے؟

مفتی سجاد عطّاری: کراچی میں درسِ نظامی کرنے کے لئے مجھے گھر والوں سے ضد کرنی پڑی۔ میرے بڑے بھائی ماحول سے وابستہ ہوچکے تھے اور میرے درسِ نظامی کرنے پر راضی تھے لیکن والد صاحب چاہتے تھے کہ میں گریجویشن کرکے کوئی ملازمت کرلوں کیونکہ گھر کے حالات مالی لحاظ سے اتنے مضبوط نہیں تھے۔ اس موقع پر والدہ نے بھی میری حمایت کی اور آخرِ کار میں والد صاحب کو راضی کرکے کراچی آگیا۔

جب کراچی پہنچا تو میرے لئے جامعۃُ المدینہ کا ماحول ایک بالکل نئی دنیا تھی اور کوئی جان پہچان والا نہیں تھا۔ شروع میں مجھے گھر کی یاد آتی تھی لیکن پھر یاد آتا کہ فلاں فلاں نے کہا تھا کہ چند دنوں میں اس کا شوق پورا ہوجائے گا اور یہ سب چھوڑ چھاڑ کر واپس آجائے گا، یہ یاد آنے پر میرا ذہن بنتا کہ چاہے کتنی ہی مشکل آئے اب مجھے اپنی تعلیم مکمل کرکے ہی واپس جانا ہے، پھر آہستہ آہستہ جامعۃُ المدینہ کے ماحول میں دل لگتا گیا اور دیگر اسلامی بھائیوں نے بھی حوصلہ افزائی کی۔ ان دنوں میں نے جامعۃُ المدینہ میں دیکھا کہ کئی اسلامی بھائی نئے آنے والے طالبِ علم پر خاص توجہ دیتے، اس کی رہنمائی کرتے اور استقامت کے ساتھ پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ جب پہلی ششماہی کے امتحان ہوئے تو اس میں میری پوزیشن آئی اور مجھے "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" نامی کتاب تحفے میں ملی۔ پوزیشن ملنے سے میرا دل پڑھائی کے سلسلے میں مزید مضبوط ہوگیا اور والد صاحب کو خبر ملی تو وہ بھی خوش ہوگئے۔

الحمدللہ دورِ طالب علمی میں دوسرے طلبہ کو سبق سمجھاتا تھا جس کی برکت سے میرا اپنا سبق کافی مضبوط ہوجاتا تھا، یوں بھی مجھے پڑھائی پر استقامت حاصل ہوگئی۔

بچپن میں ہم نے قراٰنِ کریم مجہول انداز سے پڑھا تھا۔ کراچی آنے کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ میں نے قراٰنِ کریم درست پڑھنا سیکھنا ہے۔ میں گودھرا کالونی کے مدرسۃُ المدینہ میں مغرب و عشا کے درمیان ایک قاری صاحب سے قاعدہ پڑھتا تھا اور یوں میں نے درست قراٰنِ پاک پڑھنا بھی سیکھ لیا۔

مہروز عطّاری: آپ کے گھر میں اور بھی مدنی علما ہیں؟

مفتی سجاد عطّاری: کراچی آنے کے لئے والد صاحب نے یہ شرط رکھی تھی کہ آپ نے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی جاری رکھنی ہے اور گریجویشن کا امتحان بھی پنجاب بورڈ سے دینا ہے، میں نے وعدے کے مطابق اپنے طور پر گریجویشن کی پڑھائی بھی جاری رکھی اور جب امتحان دیا تو اچھے نمبر حاصل کئے، ساتھ ساتھ درسِ نظامی کے درجات میں بھی پوزیشنز آتی رہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے والد صاحب کو اعتماد ہوگیا کہ بیٹا دین اور دنیا دونوں میں اچھی طرح آگے بڑھ رہا ہے۔ ہم کُل 9 بھائی ہیں، پھر بعد میں والد صاحب نے

مجھ سے چھوٹے بھائیوں کو بھی میٹرک کے بعد درسِ نظامی کے لئے کراچی بھیجا اور آج اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم کُل 5 بھائی مدنی ہیں۔

مہروز عطاری: دارالافتاء کی فیلڈ سے کیسے وابستگی ہوئی؟

مفتی سجاد عطاری: میں جامعۃُ المدینہ کے دوسرے بیچ میں فارغ التحصیل ہوا تھا اور اُن دنوں چونکہ دعوتِ اسلامی میں فارغُ التحصیل علما کی تعداد کم تھی اس لئے دورانِ تعلیم ہی اساتذۂ کرام طلبہ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے تعیُّن کرتے تھے کہ فلاں فلاں کو تدریس یا افتانویسی میں آگے بڑھانا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مجھے دورۂ حدیث کے دوران ہی تدریس کی ذمہ داری دے دی گئی تھی چنانچہ میں صبح اول وقت جامعۃُ المدینہ میں پڑھتا اور پھر ظہر کے بعد کلاس پڑھاتا تھا، جبکہ فراغت کے بعد جب دارالافتاء کے لئے بھی انتخاب ہوا تو عصر تا مغرب فتویٰ نویسی کی مَشق کرتا تھا۔

مہروز عطاری: آپ نے سب سے پہلے فتویٰ کب اور کون سا لکھا؟

مفتی سجاد عطاری: درسِ نظامی سے فراغت کے بعد عصر تا مغرب فتوی نویسی کی مشق ہوتی تھی، میں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس وقت بھی فتاویٰ لکھے جبکہ باقاعدہ پہلا فتویٰ دارالافتاء اہلِ سنّت کنزُ الایمان مسجد بابری چوک میں جاکر وراثت سے متعلق لکھا تھا، غالباً یہ 2003 یا 2004 کی بات ہوگی۔

مہروز عطاری: آپ کو تدریس (Teaching) کرتے ہوئے ایک لمبا عرصہ ہوا ہے، طلبہ کی کون سی بات زیادہ پریشان کرتی ہے؟

مفتی سجاد عطاری: طلبہ کا پڑھائی پر توجہ نہ کرنا اور پڑھائی کے دوران بات چیت یا دیگر امور میں مشغول رہنا مجھے سب سے زیادہ پریشان کرتا ہے، اگر میں کسی طالبِ علم کو ایسا کرتے دیکھ لوں تو حتی الامکان اسے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

مہروز عطاری: میں نے دورِ طالبِ علمی میں دیکھا بھی ہے اور دوسروں سے سنا بھی ہے کہ کلاس میں قدم رکھتے ہی آپ کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے اور کلاس سے باہر کچھ اور، اس کی کیا وجہ ہے؟

مفتی سجاد عطاری: عموماً کوئی شخص اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں لوگوں کے درمیان سخت طبیعت مشہور ہوجاؤں لیکن مجھے اس بات پر دلی اطمینان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کو ہم پر اعتماد کرکے ہمارے حوالے کرتے ہیں، طالبِ علم کو احساس نہیں ہوتا لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ اپنی زندگی کے قیمتی ترین لمحات ضائع کررہا ہے۔ اگرچہ عمومی طور پر بچّوں کے والد پوچھنے نہیں آتے کہ میرا بیٹا پڑھائی میں کیسا جارہا ہے، لیکن یہ طالبِ علم میرے بیٹے یا چھوٹے بھائی کی طرح ہے، اب اگر میں اس میں کوئی کمزوری دیکھوں تو اسے اس کے حال پر کیسے چھوڑ دوں؟ یہ بہت آسان ہے کہ استاد طالبِ علم میں کمزوری دیکھ کر بھی اس کے حال پر چھوڑ دے کہ میرا کیا جاتا ہے، لیکن میں اس بات کو کیسے برداشت کرلوں کہ میرا کوئی طالبِ علم محروم و ناکام ہوکر واپس جائے۔ اس لئے کلاس کے اندر کچھ سختی اور ڈسپلن والا رَوَیّہ رکھنے کی کوشش ہوتی ہے۔

کلاس کے بعد نرمی اور شفقت والا پہلو اس لئے غالب ہوتا ہے تاکہ طلبۂ کرام کو اگر کوئی مشورہ کرنا ہے، اپنے ذاتی معاملات میں بھی کوئی رائے لینی ہے تو وہ بلاجھجک رابطہ کرسکیں۔

مہروز عطاری: ماشآءَ اللہ آپ کے سینکڑوں طالبِ علم ہیں اور ایک شُہرت ہے، جس اسلامی بھائی نے آپ کو درسِ نظامی کا ذہن دیا ان کے لئے اور اپنے والد صاحب کے لئے آپ کے کیا جذبات ہیں؟

مفتی سجاد عطاری: میں تو ہمیشہ ہی اپنے والدین اور محسنین کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ خیر خواہی کی اور صحیح راستہ دکھایا۔ تقریباً 5 سال پہلے والد صاحب انتقال فرما گئے تھے، اللہ کریم ان کی مغفرت فرمائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ان کی زندگی میں ہی ہم میں سے اکثر بھائی عالم بن چکے تھے اس لئے وہ اس بات سے بہت مطمئن تھے کہ میرے بیٹے دین اور دنیا دونوں اعتبار سے میرے لئے فائدہ مند ہیں اور ہم پر فخر کیا کرتے تھے۔

مہروز عطاری: آپ کو کھانے میں کیا پسند ہے؟

مفتی سجاد عطاری: دیسی ساگ مکھن کے ساتھ۔

مہروز عطاری: آپ سے بڑے بھائی بھی موجود ہیں اور چھوٹے بھی، گھر میں کوئی فیصلہ کرنا ہو تو آپ کی رائے کی کتنی اہمیت ہوتی ہے؟

مفتی سجاد عطاری: والد صاحب مرحوم بھی میری رائے کو زیادہ اہمیت دیتے تھے اور اب بڑے بھائی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔)

مولانا عبدالحبیب عطّاری*

بنگلہ دیش کا سفر (قسط 01)

12 مارچ 2022ء بروز ہفتہ ہم کراچی سے براستہ دبئی رات تقریباً 9 بجے بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ پہنچے۔ اس سفر کی خاص بات یہ تھی کہ پہلے ہم کراچی سے 2 گھنٹے کا سفر کر کے دبئی پہنچے اور پھر وہاں سے پاکستان کی فضاؤں سے ہوتے ہوئے تقریباً ساڑھے چار گھنٹے کا سفر کر کے ڈھاکہ ایئرپورٹ پہنچے۔ اتنا لمبا راستہ اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ پاکستان سے بنگلہ دیش براہِ راست فضائی سفر کی سہولت دستیاب نہیں۔ نمازِ ظہر ہم نے دبئی ایئرپورٹ پر ادا کی جبکہ عصر و مغرب کی نمازیں ہوائی جہاز میں پڑھیں۔ ہم رات 9 بجے ڈھاکہ ایئرپورٹ پہنچے جہاں کاغذی کارروائی سے فارغ ہو کر اپنی قیام گاہ پہنچتے پہنچتے گیارہ بج گئے اور کھانا کھا کر آرام کا سلسلہ ہوا۔

دس سال پرانی یادیں یہ میرا بنگلہ دیش کا دوسرا سفر ہے، اس سے 10 سال پہلے 2012ء میں بنگلہ دیش کا سفر نصیب ہوا تھا۔ اُس سفر میں ہم نے ڈھاکہ میں مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کا سنگِ بنیاد رکھا تھا جہاں آج ایک عظیمُ الشّان عمارت میں مسجد، مدرسۃُ المدینہ، جامعۃُ المدینہ اور مدنی چینل کے اسٹوڈیوز وغیرہ قائم ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ بنگلہ دیش کی آبادی تو بہت ہے لیکن رقبہ نسبتاً کم ہے اس لئے یہاں زمین کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ ڈھاکہ کے اس مدنی مرکز میں کم رقبے کے باوجود پلاننگ کے ذریعے بہت اچھے انداز میں تمام شعبہ جات بنائے گئے ہیں۔

بنگلہ دیش میں دینی کاموں کا آغاز کورنگی کراچی سے تعلق رکھنے والے مرحوم مبلغِ دعوتِ اسلامی حاجی محمد سرفراز عطّاری رحمۃُ اللہِ علیہ نے غالباً 1992ء میں ایک اسلامی بھائی کے ساتھ بنگلہ دیش کا سفر کیا اور وہاں دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کی بنیاد رکھی۔ اللہ کریم مرحوم کو غریقِ رحمت فرمائے۔ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اراکین کا بنگلہ دیش کی جانب بکثرت سفر رہا ہے۔

جدول کا آغاز 13 مارچ 2022ء بروز اتوار ہم بنگلہ دیش کے دارُ الحکومت (Capital) ڈھاکہ کے پوش علاقے "اُترا"

نوٹ: یہ مضمون مولانا عبدُ الحبیب عطّاری کے وِڈیو پروگرام وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

* رکنِ شوریٰ و نگرانِ مجلس مدنی چینل
https://www.facebook.com/AbdulHabibAttari/

میں ایک مسجد کے لئے جگہ دیکھنے گئے۔ یہ تقریباً 300 گز جگہ تھی جس کی مالیت کم و بیش 4 کروڑ بنگلہ دیشی ٹکا جو کہ پاکستانی تقریباً 9 کروڑ بنتے ہیں۔ وہاں ہم نے ایک وڈیو ریکارڈ کی جس کے ذریعے مقامی اور غیر ملکی اسلامی بھائیوں سے مالی تعاون کی اپیل کی، اللہ پاک نے چاہا تو بہت جلد اس جگہ عظیم مسجد و مدرسہ قائم ہو گا جہاں سے نیکی کی دعوت عام ہو گی۔

مسجد بنانے سے متعلق جذبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! مسجد، مدرسہ، جامعہ وغیرہ بنانے سے متعلق مسلمانوں کا جذبہ قابلِ دید ہوتا ہے۔ تقریباً تین سال پہلے ساؤتھ افریقہ کے ایک پوش علاقے Eldoraigne میں جانا ہوا جہاں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد رہتی ہے جن میں میمن کمیونٹی بھی شامل ہے لیکن وہاں کوئی مسجد نہیں تھی۔ میں نے انہیں ترغیب دلائی کہ دعوتِ اسلامی کے ذمہ داران کے ساتھ مل کر یہاں مسجد بنائیں۔ اس بار جب میں ساؤتھ افریقہ گیا تو اسلامی بھائی مجھے اس علاقے میں تعمیر کی گئی ”فیضانِ جیلان مسجد“ لے کر گئے اور وہاں کی شاندار عمارت و نظام دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ ماشآءَ اللہ مین روڈ اور کارنر پلاٹ پر عالی شان مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ میں جیسے ہی مسجد میں داخل ہوا تو افریقن بچّے قراٰنِ کریم پڑھ رہے تھے، جبکہ ساتھ ہی اسلامی بہنوں کے لئے بھی مدرسہ موجود ہے، مسجد میں انگلش زبان میں درس و بیان کا سلسلہ ہوتا ہے اور اس مسجد کے امام صاحب جامعۃُ المدینہ جوہانسبرگ سے فارغُ التحصیل مدنی عالم ہیں۔

اسی طرح ساؤتھ افریقہ کے شہر جوہانسبرگ میں Soweto نام کا ایک علاقہ ہے جہاں صرف بلالی (سیاہ فام) رہتے ہیں۔ اس علاقے میں دعوتِ اسلامی نے ”فیضانِ ابو عطّار“ کے نام سے مسجد بنائی۔ اس مسجد کی خاص بات یہ ہے کہ اوسطاً (Average) روزانہ دو افراد یہاں مسلمان ہوتے ہیں۔ یہاں ہمارے پاس کئی ایسے مبلغین ہیں جو کہ پہلے غیر مسلم تھے، جب وہ جاکر غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو اس کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ اسلامی بھائیوں نے بتایا کہ اس رمضان میں وہاں اعتکاف کرنے والے 70 فیصد افراد وہ تھے جنہوں نے اسی رمضان میں اسلام قبول کیا تھا۔

شخصیات مدنی حلقہ و اجتماع 13 مارچ کو نمازِ مغرب کے بعد ایک اسلامی بھائی کے گھر شخصیات کے درمیان مدنی حلقے کا سلسلہ ہوا جس میں تاجران کی ایک تعداد جمع تھی۔ اس موقع پر شبِ براءت کی تیاری اور دعوتِ اسلامی کے ساتھ تعاون کرنے کا ذہن دیا۔

نمازِ عشا کے بعد ہم ڈھاکہ کے سب سے پوش ایریا ”گلشن“ میں شخصیات اجتماع میں شریک ہوئے۔ یہاں آخرت کی تیاری اور صدقۂ جاریہ والے کام کرنے سے متعلق بیان کی سعادت ملی۔ اجتماع کے آخر میں کھانے کے دوران کئی اسلامی بھائیوں نے اپنی اچھی نیتوں کا اظہار کیا، ایک ڈاکٹر صاحب نے ڈھاکہ میں دعوتِ اسلامی کو ایک مرکز بنا کر دینے کی نیت کی۔

اس اجتماع کے بعد میرپور میں ایک شخصیت کے گھر گئے اور ان سے ”اُترا“ میں دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے لئے جگہ کی خریداری سے متعلق اچھی نیتیں کروائیں۔ پھر وہاں سے میرپور میں حضرت شاہ علی بغدادی رحمۃُ اللہِ علیہ کے مزار شریف پر حاضری تھی۔

بنگلہ دیش میں اولیائے کرام کا فیضان اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ڈھاکہ سمیت پورے بنگلہ دیش میں اولیائے کرام کے کثیر مزارات موجود ہیں۔ جس طرح پاکستان کے شہر ملتان کو مدینۃُ الاولیاء کہا جاتا ہے اسی طرح ہند کے شہر احمد آباد اور بنگلہ دیش کے شہر چٹاگانگ کو بھی مدینۃُ الاولیاء کہتے ہیں۔ 2012ء میں ہونے والے سفرِ بنگلہ دیش کے دوران ہم نے ”زیاراتِ مقاماتِ مقدسہ“ کے عنوان سے بنگلہ دیش کے مزارات سے متعلق سلسلہ بھی ریکارڈ کیا تھا۔

ڈھاکہ سے ”سیّد پور“ 14 مارچ بروز پیر تقریباً ساڑھے دس بجے ہم ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئے، 11:45 پر طیارہ روانہ ہوا اور تقریباً 40 منٹ کا سفر کرکے ہم ”سید پور“ پہنچے۔

ایئرپورٹ پر کئی اسلامی بھائی ہمیں خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔ سید پور میں اردو بولنے اور سمجھنے والوں کی ایک بڑی تعداد رہتی ہے اس لئے یہاں اردو مدنی چینل کی Viewership بھی کافی زیادہ ہے۔

”سیّد پور“ والوں کی محبت ہمارے ”سید پور“ پہنچنے کے وقت کا باقاعدہ اعلان نہیں کیا گیا تھا لیکن جب دوپہر میں ہم ایئرپورٹ پہنچے تو بتایا گیا کہ صبح 7 بجے سے اسلامی بھائی وقتاً فوقتاً ایئرپورٹ پہنچ کر ہمارے بارے میں معلومات کرتے اور دیکھتے رہے ہیں کہ شاید اب فلاں جہاز سے ہمارا قافلہ پہنچے گا۔ ایئرپورٹ کی انتظامیہ بھی حیران تھی کہ کون سا مہمان آرہا ہے جسے لینے کے لئے صبح سے لوگ آکر معلوم کررہے ہیں۔ یقیناً یہ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کی برکت ہے کہ اللہ پاک نے مسلمانوں کے دلوں میں اس قدر محبت ڈال دی ہے۔ اللہ کریم ہماری یہ محبتیں سلامت رکھے۔

تاجر اجتماع ”سید پور“ میں پہلے ہم ایک تاجر اجتماع میں شریک ہوئے جہاں ”والدین کی عظمت“ سے متعلق بیان کرنے کی سعادت ملی۔ اجتماع کے بعد کئی تاجر اسلامی بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو ہوئی جس میں انہوں نے دعوتِ اسلامی کے ساتھ مالی تعاون سے متعلق اچھی اچھی نیتیں کیں۔ سید پور کے قریبی شہر رنگ پور میں مدنی مرکز بنانے کی ضرورت ہے، اس سے متعلق بھی شخصیات کو ترغیب دلائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! سید پور میں مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، جامعۃُ المدینہ، مدرسۃُ المدینہ اور دارُ المدینہ بھی موجود ہیں۔ سید پور کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ بنگلہ دیش میں سب سے پہلا فیضانِ مدینہ یہاں قائم ہوا تھا۔

علمائے کرام سے ملاقات نمازِ مغرب دعوت اسلامی کے تحت بننے والی فیضانِ شاہ جلال مسجد میں ادا کی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مجھے امامت کی سعادت بھی ملی، نمازِ مغرب کے بعد یہیں سید پور کے دارالمدینہ میں علمائے کرام اور ائمۂ مساجد سے ملاقات ہوئی جس میں دعوتِ اسلامی کی دینی خدمات کا تعارف پیش کیا گیا۔

تربیتی اجتماع نمازِ عشا کے بعد سید پور اور اطراف سے دعوتِ اسلامی کے ذمہ داران اور دیگر عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد جمع تھی جن کے درمیان سنتوں بھرا بیان اور سوال وجواب کا سلسلہ ہوا، آخر میں اسلامی بھائیوں سے ملاقات بھی ہوئی۔

ٹرین کا انوکھا سفر سید پور سے رات تقریباً 12 بجے ٹرین کے ذریعے ہماری ڈھاکہ واپسی ہوئی۔ ریلوے اسٹیشن پر بھی اسلامی بھائیوں کی ایک بڑی تعداد ہمیں الوداع کرنے کے لئے موجود تھی جن سے ملاقات کا سلسلہ بھی ہوا۔

اس سفر میں زندگی میں پہلی بار میں نے ٹرین کا اتنا بڑا کیبن دیکھا جس میں بنگلہ دیش کے 15، 16 اسلامی بھائی ہمارے ساتھ تھے اور سفر کے دوران ہمارا مشورہ بھی جاری رہا۔ رات تقریباً ڈھائی بجے آرام کا موقع ملا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم نے نمازِ فجر ٹرین کے اندر ہی ادا کی اور نماز کے بعد بھی کچھ دیر آرام کا موقع ملا، صبح تقریباً 9 بجے ہم ڈھاکہ پہنچے۔

فیضانِ مدینہ ڈھاکہ اگلے دن 15 مارچ بروز منگل نمازِ ظہر کے بعد فیضانِ مدینہ ڈھاکہ پہنچے تو عجب منظر تھا، اسلامی بھائیوں کی بڑی تعداد ہمیں خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھی۔ ڈھاکہ کا فیضانِ مدینہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کیونکہ یہ وہی جگہ ہے جہاں آج سے دس سال پہلے ساداتِ کرام کے ساتھ سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت ملی تھی، آج یہاں ایک عظیمُ الشّان عمارت ہماری نگاہوں کے سامنے تھی۔ اس بیسمینٹ سمیت 7 منزلہ عمارت میں مسجد کے علاوہ جامعۃُ المدینہ، مدرسۃُ المدینہ اور مدنی چینل کے اسٹوڈیوز بھی قائم ہیں۔

فیضانِ مدینہ میں علمائے کرام کے ساتھ نشست ہوئی جس میں دعوتِ اسلامی کی دینی و علمی خدمات کا تعارف کروایا گیا اور کتابوں کے تحائف بھی پیش کئے گئے۔ اس کے بعد جامعۃُ المدینہ کے دورۂ حدیث شریف کے طلبائے کرام کے ساتھ گفتگو اور سوال جواب کی نشست ہوئی۔

جاری ہے۔۔۔

پاگل پن
(Madness)

ڈاکٹر زیرک عطّاری*

اللہ پاک نے انسان کو عقل و شعور سے نوازا ہے جس سے انسان صحیح اور غلط کی پہچان کر سکتا ہے۔ جب کسی بیماری کے سبب انسان کی عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے تو وہ اچھے برے کی تمیز کھو دیتا ہے۔

پاگل پن ایک ایسی نفسیاتی بیماری ہے جس میں انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔ حقیقت سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ بنی نوع انسان کو متاثر کرنے والی یہ سب سے بُری بیماری ہے۔ پاگل پن کا مریض جس اذیت سے گزرتا ہے وہ شاید کینسر کی بیماری سے بھی بڑھ کر ہے۔ مریض کے ساتھ ساتھ اس کے گھر کے افراد بھی اس بیماری کا صدمہ جھیلتے ہیں۔ اس مضمون میں پاگل پن کے حوالے سے بنیادی معلومات اور اس کے علاج کے حوالے سے معلومات فراہم کی جائیں گی۔

پاگل پن کی علامات

جس طرح دیگر جسمانی بیماریوں کی علامات ہوتی ہیں اسی طرح پاگل پن کی بھی کچھ علامات ہیں۔ بنیادی طور پر پاگل پن کی دو بڑی علامات ہیں جن کو ہیلوسی نیشنز (Hallucinations) اور ڈیلوژنز (Delusions) کا نام دیا جاتا ہے۔

ہیلوسی نیشنز کا تعلق حواسِ خمسہ سے ہے۔ پاگل پن میں زیادہ تر مریضوں کے سننے کی حِس متأثر ہوتی ہے۔ مریض کو کان میں ایسی آوازیں سنائی دیتی ہیں جو دوسرے نہیں سُن پاتے۔ مریض یا تو اپنے کانوں کو چھپاتا ہے تاکہ اسے یہ آوازیں نہ سنائی دیں یا پھر وہ ان آوازوں کا جواب دینا شروع کر دیتا ہے۔ دیکھنے والوں کو لگتا ہے جیسے وہ اپنے آپ سے یا کسی نظر نہ آنے والی چیز سے بات کر رہا ہو۔ مریض کو سمجھ نہیں آرہی ہوتی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ عموماً یہ آوازیں بہت ہی منفی ہوتی ہیں جس سے مریض کو کوفت ہوتی ہے اور وہ غصے اور بے چینی کا شکار ہو جاتا ہے۔

پاگل پن کے کچھ مریض ایسے ہوتے ہیں جن میں دیکھنے، سونگھنے، چھونے یا پھر ذائقے کی حِس متأثر ہوتی ہے۔ ان کو ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیتیں، جبکہ بعض مریضوں کو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے ان کے جسم پر کوئی شے چل رہی ہو۔ کچھ کو عجیب سا ذائقہ یا بو محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح کی علامات بعض اوقات کسی اور بیماری کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہیں مثلاً مرگی (Epilepsy) یا پھر لیوی باڈی ڈیمنشیا (Lewy body dementia) لیکن یہ سب علامات مریضوں میں آوازوں کی نسبت بہت کم پائی جاتی ہیں۔

پاگل پن کی دوسری بڑی علامت وہمی باتوں پر یقین رکھنا ہے جسے Delusional beliefs کہتے ہیں۔ مریض ایسی باتوں پر یقین رکھتا ہے جن کا سَر پیر ہی نہیں ہوتا۔ اکثر مریض سمجھتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی ان کی ذات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یا تو پولیس ان کی تلاش میں ہے یا پھر کوئی ان کی جان لینے کے درپے ہے۔ حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں

* ماہرِ نفسیات، U.K

ہوتا لیکن مریض کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات نقش ہوجاتے ہیں۔ ردِّعمل کے طور پر مریض اپنے طور پر کچھ نہ کچھ حفاظتی انتظامات کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اکثر مریض گھر سے باہر نہیں نکلتے کہ کہیں ان کو کوئی پکڑ نہ لے۔ اور بعض مریض اپنی حفاظت کے طور پر چاقو، چھری یا پھر کوئی اور ہتھیار (Weapon) اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس سے دوسروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے لیکن ایسا ہونا بہت کم یاب (Rare) ہے۔

ہیلوسی نیشنز اور ڈیلوژنز کی علامات میں سے کسی ایک کا بھی پایا جانا پاگل پن کی تشخیص کو ظاہر کرتا ہے۔ مریض کی روز مَرَّہ کی زندگی مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ کھانا، پینا، سونا، کپڑے بدلنا اور دیگر ضروریات کا پورا کرنا بری طرح متأثر ہوتا ہے۔ انسان بے ربط باتیں کر رہا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ مریض اپنے آپ کو یا پھر دیگر لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ الغرض پورے گھر کا سکون تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔

پاگل پن کی وجوہات

پاگل پن بذاتِ خود ایک علامت ہے جس کی وجہ چند ایک دیگر نفسیاتی امراض یا نشہ آور اشیا کا استعمال ہوتا ہے۔ نفسیاتی امراض میں مالیخولیا (شیزوفرینیا / Schizophrenia)، بائی پولر ڈس آرڈر (Bipolar disorder) یا پھر سخت قسم کا ڈیپریشن۔ اس کے ساتھ ساتھ پاگل پَن کی مندرجہ ذیل وجوہات بھی ہو سکتی ہیں:

1. اچانک ذہنی اذیت (مثلاً کسی کی حادثاتی موت، کوئی اور ناگہانی آفت، ظلم کا شکار ہونا وغیرہ)
2. بہت زیادہ یا پھر دیرپا ذہنی دباؤ (Stress)
3. منشیات کا استعمال
4. شراب نوشی
5. بعض ادویات کا سائیڈ ایفیکٹ
6. جسمانی بیماری جیسے برین ٹیومر

لہٰذا یہ بہت ضروری ہے کہ پاگل پن کے مریضوں کا بَروقت ڈاکٹر سے چیک اپ کروایا جائے۔ نفسیاتی مرض ہو یا کوئی اور وجہ، پاگل پن کا علاج کافی حد تک ممکن ہے۔ علاج کروانے میں جس قدر تاخیر کی جائے گی پاگل پَن اسی قدر اپنی جڑیں مضبوط کرتا جائے گا اور پھر علاج میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوگی۔

پاگل پن کا علاج

پاگل پن کے علاج میں درج ذیل تین چیزیں ضروری ہیں:

1. پاگل پن کی دوا (Anti-psychotic medication)
2. سائیکو تھیراپی اور
3. سماجی ضروریات میں مدد اور تعاون

بدقسمتی کے ساتھ ہمارے معاشرے میں پاگل پن کی ادویات کے حوالے سے بہت منفی رجحان پایا جاتا ہے جس کا نقصان مریض، اس کا خاندان اور پورا معاشرہ اٹھاتا ہے۔ پاگل پَن کے کم و بیش دو تہائی مریض Anti-psychotic medication کے استعمال سے بالکل نارمل زندگی گزار سکتے ہیں۔ ایک تہائی مریض تو ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو صرف شروع کے چند ماہ میں ادویات کا استعمال کرنا ہوتا ہے اور پھر ان کی دوا چھوٹ بھی جاتی ہے۔ اور کچھ مریضوں کو یہ دوا عمر بھر کے لئے لینا پڑتی ہے۔

ایک ماہرِ نفسیات ہی اس بات کا تعین کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں ڈاکٹر کی ہدایات کو ماننا چاہئے۔ ہمارا دین اسلام بھی اسی بات کا درس دیتا ہے۔

پاگل پن اور خودسوزی / خودکشی

پاگل پن میں خودسوزی اور خودکشی کی شرح میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ کم و بیش پانچ سے دس فیصد مریض اپنی جان خودکشی کے ذریعے ختم کر دیتے ہیں۔ اس کا زیادہ خطرہ اسپتال میں داخلے کے وقت یا پھر اسپتال سے ڈسچارج ہونے کے ابتدائی چند ایام میں ہوتا ہے۔ پاگل پن کے تیس فیصد مریض کسی نہ کسی طرح خودسوزی یعنی اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو جسمانی، ذہنی اور روحانی بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

قراٰن میں راہِ خدا میں خرچ نہ کرنے کے بیان کردہ نقصانات

محمد اریب
(درجہ رابعہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ کنزالایمان کراچی)

راہِ خدا میں خرچ کرنا ایک محمود صفت ہے جس کے سبب اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضا، دوزخ سے نجات اور جنّت میں داخلہ نصیب ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غریب لوگوں کو معاشی سکون حاصل ہوتا ہے، معاشرے سے غربت کا خاتمہ ہوتا ہے اور معیشت ترقی کی جانب سفر کرتی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس راہِ خدا میں خرچ نہ کرنا ایک مذموم صفت ہے جو اللہ اور اس کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ناراضی، جہنم میں داخلے اور جنت سے محرومی کا سبب ہو سکتا ہے۔ اس سے معاشرے پر بھی بُرے اثرات پڑتے ہیں اور معاشرہ چوری، ڈکیتی، بدامنی اور بے سکونی والا بن جاتا ہے۔ قراٰنِ پاک میں کئی مقامات پر راہِ خدا میں خرچ کرنے کی اہمیت اور افادیت کو بیان کیا اور کئی مقامات پر راہِ خدا میں خرچ نہ کرنے کے متعلق آیات نازل فرماکر مسلمانوں کو اس کی وعید اور اس کے نقصانات سے آگاہ کیا۔

خود کو ہلاکت میں ڈالنے کا سبب: ﴿وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (پ2، البقرۃ:195) بخاری شریف میں ہے: یہ آیت خرچ کرنے سے متعلق نازل ہوئی۔ (بخاری،3/178، حدیث:4516) یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا بند کرکے یا کم کرکے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ (صراط الجنان،1/309)

اپنے آپ سے بخل کرنا: ﴿وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔

(پ26، محمد:38)

تفسیر صراطُ الجنان میں ہے: جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے کیونکہ وہ خرچ کرنے کے ثواب سے محروم ہو جائے گا اور بخل کرنے کا نقصان اٹھائے گا۔ بخل کرنے والا راہِ خدا میں خرچ

کرنے کے ثواب سے محروم رہتا اور حرص جیسی خطرناک باطنی بیماری کا شکار ہوجاتا ہے۔(صراط الجنان، 9/333 ملتقطاً)

دردناک عذاب کی خوشخبری: ﴿وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍۙ(۳۴)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی۔(پ10، التوبۃ:34)

کنز کی وعید میں کون سا مال داخل ہے؟: حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ کنز نہیں (یعنی وہ اس آیت کی وعید میں داخل نہیں) خواہ دفینہ (زمین میں دفن شدہ خزانہ) ہی ہو اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی وہ کنز ہے جس کا ذکر قراٰن میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا۔

(تفسیر طبری، التوبۃ، تحت الآیۃ:34، 6/357)

اللہ پاک ہمیں بخل کی آفت سے بچائے اور دل کھول کر اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تکبر کی مذمّت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد ذوہیب عطاری
(درجۂ ثالثہ، جامعۃُ المدینہ ڈگری، سندھ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح کچھ نیکیاں ظاہری ہوتی ہیں جیسے نماز اور کچھ باطنی مثلاً اِخلاص۔ اسی طرح بعض گناہ بھی ظاہری ہوتے ہیں جیسے قتل اور بعض باطنی جیسے تکبُّر۔ امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: ظاہری اعمال کا باطنی اوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حسد، رِیا اور تکبُّر وغیرہ عیوب سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی درست ہوتے ہیں۔(منہاج العابدین، ص13 ملخصاً)

تکبر کی تعریف: تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھے۔(المفردات للراغب، ص421) **تکبر کی اقسام اور احکام:** (1) اللہ پاک کے مقابلے میں تکبر۔ تکبر کی یہ قسم کفر ہے۔ (2) اللہ پاک کے رسولوں کے مقابلے میں تکبر۔ تکبر کی یہ قسم بھی کفر ہے۔ (3) بندوں کے مقابلے میں تکبر۔ یعنی اللہ پاک اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علاوہ مخلوق میں سے کسی پر تکبر کرنا، اس طرح کہ اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو حقیر جان کر اس پر بڑائی چاہنا اور مساوات یعنی باہم برابری کو ناپسند کرنا۔ یہ صورت اگرچہ پہلی دو صورتوں سے کم تر ہے مگر یہ بھی حرام ہے۔

(احیاء العلوم، 3/424، 425 ماخوذاً)

احادیث میں بھی تکبر کی مذمت بیان کی گئی ہے، 5 احادیث آپ بھی ملاحظہ کیجئے:

1 **متکبّرین کے لئے رُسوائی:** اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلّت طاری ہوگی، انہیں جہنم کے ”بُولَس“ نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر ان پر غالب آجائے گی، انہیں ”طِیْنَۃُ الْخَبَال یعنی جہنمیوں کی پیپ“ پلائی جائے گی۔

(ترمذی، 4/221، حدیث:2500)

2 **تکبر اللہ کی صفت:** نبیِّ اکرم نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: پاک ارشاد فرماتا ہے: کبریائی میری چادر ہے۔ لہٰذا جو میری چادر کے معاملے میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے پاش پاش کردوں گا۔(مستدرک، 1/235، حدیث:210) مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: کبر سے مراد ذاتی بڑائی ہے۔ چادر فرمانا ہم کو سمجھانے کے لئے ہے کہ جیسے ایک چادر دو آدمی نہیں پہن سکتے یوں ہی کبریائی سوائے میرے (یعنی اللہ کے) دوسرے کے لئے نہیں ہوسکتی۔(مراٰۃ المناجیح، 6/659 ملتقطاً)

3 **ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکانا:** رحمتِ الٰہی سے محروم ہونے والوں میں متکبر بھی شامل ہوگا، اللہ کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: جو تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند لٹکائے گا اللہ پاک قیامت کے دن اُس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔(بخاری، 4/46، حدیث:5788) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اِسبال (یعنی تہبند اور پائنچے وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا) اگر براہِ عُجب و تکبر ہے (تو) حرام ورنہ مکروہ اور خلافِ اَولیٰ۔(فتاویٰ رضویہ، 22/167)

4 **جنت میں داخل نہ ہوسکے گا:** تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی (یعنی

تھوڑا سا بھی) تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (مسلم، ص61، حدیث:266) حضرت علامہ علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: جنت میں داخل نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے ساتھ جنت میں کوئی داخل نہ ہو گا بلکہ تکبر اور ہر بری خصلت کے سبب عذاب بھگتنے کے ذریعے یا اللہ پاک کے عفو و کرم سے پاک و صاف ہو کر جنت میں داخل ہو گا۔ (مرقاۃ المفاتیح، 8/828، 829، تحت الحدیث:5107)

5 **رسولُ اللہ کی مجلس سے دور:** فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے قابلِ نفرت اور میری مجلس سے دُور وہ لوگ ہوں گے جو واہیات بکنے والے، لوگوں کا مذاق اُڑانے والے اور مُتَفَیْہِق ہیں۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نے عرض کی: مُتَفَیْہِق کون ہیں؟ تو آپ علیہ السّلام نے اِرشاد فرمایا: اِس سے مراد ہر تکبُّر کرنے والا شخص ہے۔ (ترمذی، 3/410، حدیث:2025)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! ذرا سوچئے کہ اِس تکبر کا کیا حاصل! محض لذّتِ نفس، وہ بھی چند لمحوں کے لئے! جبکہ اس کے نتیجے میں اللہ و رسول کی ناراضی، مخلوق کی بیزاری، میدانِ محشر میں ذلت و رُسوائی، رب کی رحمت اور اِنعاماتِ جنت سے محرومی اور جہنم کا رہائشی بننے جیسے بڑے بڑے نقصانات کا سامنا ہے! غرور و تکبر نے نہ کسی کو شائستگی بخشی ہے اور نہ کسی کو عظمت و سربلندی کی چوٹی پر پہنچایا ہے، ہاں! ذلّت کی پستیوں میں ضرور گرایا ہے۔

تکبر کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ اگر تکبر، علم، عبادت و ریاضت، مال و دولت، حسب و نسب، عہدہ و منصب، کامیابی و کامرانی، حسن و جمال کی وجہ سے ہے تو یہ سب نعمتیں تو اللہ پاک نے دی ہیں، اس پر تکبر کرنا کیسا؟ اگر خدانخواستہ اس تکبر کی وجہ سے کل بروزِ قیامت رب کریم ناراض ہو گیا اور جہنم میں شدید آگ کا عذاب دیا گیا، تو اسے کیسے برداشت کریں گے؟

اللہ پاک دیگر باطنی امراض کے ساتھ ساتھ تکبر جیسے موذی مرض سے بھی بچائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جمعۃُ المبارک کی فضیلت و اہمیت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

احمد حماد
(درجہ سادسہ، فیضان آن لائن اکیڈمی، اوکاڑہ)

اللہ کریم نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے تخلیق فرمایا، پھر عبادت کے مختلف طریقے عطا فرمائے، نہ صرف ان کو عبادت کا حکم سمجھ کر عمل کرنے کا فرمایا بلکہ اس پر نہایت اجر و ثواب اور انعامات بھی موعود کئے تاکہ معرفتِ خداوندی کا راستہ مزید ہموار ہو۔ ان میں سب سے اہم وہ فرائض ہیں جو کہ ہر شخص پر اس کی کیفیت کے موافق لازم ہوئے۔

فرض نمازوں میں نمازِ جمعہ کو خاص فضیلت عطا فرمائی یہاں تک کہ قراٰنِ پاک میں پوری سورت "سورۂ جمعہ" نازل ہوئی۔ جمعہ کی فضیلت کو بیان فرماتے ہوئے مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے کہ اس میں ایک نیکی کا ثواب ستّر گُنا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/323) حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نمازِ جمعہ کی فضیلت کو خوب بیان فرمایا، 5 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ بھی پڑھئے:

1 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا اور جمعہ کے لئے آیا اور خاموشی کے ساتھ خطبہ سنا اس کے لئے اُن گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مسلم، ص333، حدیث:1988)

2 نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَلْجُمُعَةُ حَجُّ الْمَسَاكِيْن یعنی جُمعہ کی نماز مساکین کا حج ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اَلْجُمُعَةُ حَجُّ الْفُقَرَاء یعنی جُمعہ کی نماز غریبوں کا حج ہے۔

(جمع الجوامع، 4/184، حدیث:11108، 11109)

3 حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرمایا: جب جُمعہ کا دن آتا ہے تو مسجِد کے دروازے پر فِرشتے آنے والے کو لکھتے ہیں، جو پہلے آئے اس کو پہلے لکھتے ہیں، جلدی آنے والا اُس شخص کی طرح ہے جو اللہ پاک کی راہ میں ایک اُونٹ صَدَقہ کرتا ہے، اور اس کے بعد آنے والا اُس شخص کی طرح ہے جو ایک گائے صدقہ کرتا ہے، اس کے بعد والا اُس شخص کی مثل ہے جو مینڈھا صدقہ کرے، پھر اِس کی مثل ہے جو مُرغی صدقہ کرے، پھر اس کی مثل ہے جو انڈا صدقہ کرے اور جب امام (خطبے کے لئے) بیٹھ جاتا ہے تو وہ فرشتے اعمال ناموں کو لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔ (بخاری، 1/319، حدیث:929)

4 آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ تمہارے

لئے ہر جمعہ کے دن میں ایک حج اور ایک عمرہ موجود ہے، لہٰذا جمعہ کی نماز کے لئے جلدی نکلنا حج ہے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز کے لئے انتظار کرنا عمرہ ہے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، 3/342، حدیث:5950)

5 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا، اللہ پاک اس کو جنّتی لکھ دے گا۔ 1 جو مریض کو پوچھنے جائے 2 جنازے میں حاضر ہو 3 روزہ رکھے 4 جمعہ کو جائے 5 اور غلام آزاد کرے۔ (صحیح ابن حبان، 4/191، حدیث:2760)

معزز قارئین! نمازِ جمعہ کے فضائل اور احادیث میں تاکید و ترغیب اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز کو اپنے اوپر لازم کرلیں تاکہ اس کے فوائد بھی حاصل ہوں اور جمعہ چھوڑنے کی سزا سے بھی بچ جائیں۔ اللہ کریم ہمیں تمام نمازوں کا پابند بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 105 مضامین کے مؤلفین

مضمون بھیجنے والے اسلامی بھائیوں کے نام **کراچی:** راحیل افضل، جاوید عطّاری، محمد شاف عطّاری، سید زین العابدین، محمد اریب، وقار یونس، محمد حسن رضا، محمد بلال، محمد ابوبکر عطّاری، محمد جان، سیف علی عطّاری۔ **حیدرآباد:** حافظ ضمیر علی، اسامہ صدیقی مدنی، غلام نبی عطّاری۔ **فیصل آباد:** منیر حسین عطّاری مدنی، راحت علی، شناور غنی، اویس افضل، عطاء المصطفٰی۔ **لاہور:** سید جواد قمر جیلانی، احمد رضا عطّاری، مبشر رضا عطّاری، محمد مدثر عطّاری، جمیل الرحمٰن۔ **قصور:** محمد عبید رضا عطّاری، حبیب الرحمٰن عطّاری، محمد عرفان اشرف، محمد عثمان، محمد بلال رضا عطّاری، علی حسین۔ **راولپنڈی:** طلحہ خان عطّاری، سعید سلیم عطّاری۔ **اوکاڑہ:** محمد ندیم عطّاری مدنی، احمد حماد۔ **پاکپتن شریف:** محمد ذیشان عطّاری، محمد بلال۔ **گجرات:** محمد حمزہ چشتی مدنی، عبد السلیمان۔ **گوجرانوالہ:** محمد عثمان، محمد طارق، محمد وسیم عطّاری۔ **منڈی بہاؤالدین:** احمر عارف عطاری، سجاد احمد۔ **متفرق شہر:** فواد رضا عطّاری (ہارون آباد)، محمد طاہر فاروق (سیالکوٹ)، محمد ذوہیب عطّاری (ڈگری سندھ)، احمد رضا عطّاری (اسلام آباد)۔

مضمون بھیجنے والی اسلامی بہنوں کے نام **کراچی:** اُمِّ سلمہ مدنیہ، بنتِ عبد الحمید مدنیہ، بنتِ محمد ندیم مدنیہ، بنتِ جمیل احمد، بنتِ منصور، بنتِ اشرف عطّاریہ، بنتِ شہزاد احمد۔ **حیدر آباد:** اُمِّ حرم عطّاریہ، بنتِ بابر حسین انصاری، بنتِ محمد جاوید مدنیہ، بنتِ محمد جمیل شیخ، بنتِ اکرم عطّاریہ۔ **سیالکوٹ:** بنتِ منیر حسین، بنتِ امیر حیدر زمان، بنتِ سعید احمد، بنتِ طارق محمود، بنتِ محمد مالک عطّاریہ، بنتِ منوّر حسین، بنتِ شبیر حسین عطّاریہ، بنتِ محمد نواز، بنتِ شہباز احمد، بنتِ ناظم حسین، بنتِ محمد ثاقب۔ **فیصل آباد:** بنتِ اصغر علی مدنیہ، بنتِ مقبول احمد۔ **واہ کینٹ:** اُمِّ زمیل مدنیہ، ہمشیرہ وقاص خان، بنتِ محمد سلطان، بنتِ آصف جاوید۔ **لاہور:** بنتِ اکرم، بنتِ ریاست علی، بنتِ مشتاق، بنتِ عبدُ الستار۔ **متفرق شہر:** بنتِ امجد سلطانیہ (جہلم)، بنتِ دلپذیر عطّاریہ (اسلام آباد)، اُمِّ حنظلہ عطّاریہ (میرپور)، بنتِ بشارت اقبال (منگھوٹ)، بنتِ مدثر (راولپنڈی)۔ **اوورسیز:** بنت عبد الرءوف عطّاریہ (امریکہ)۔

ان مؤلفین کے مضامین 10 اگست 2022ء تک ویب سائٹ news.dawateislami.net پر اپلوڈ کر دیئے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے نومبر 2022ء)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اگست 2022ء

1 قراٰن کی روشنی میں بارگاہِ الٰہی کے 5 آداب 2 اللہ ربُّ العزّت کے 5 حقوق 3 جھوٹ کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مضمون لکھنے میں مدد (Help) کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بھائی: +923012619734 صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

مولانا محمد اسد عطاری مدنی*

قارئین کی جانب سے موصول ہونے والے چند منتخب خوابوں کی تعبیریں

خواب: ایک اسلامی بہن جن کے بال حقیقت میں بہت بڑے ہیں مگر انہوں نے خواب میں اپنے بال بہت چھوٹے اور کالے سیاہ دیکھے ہیں تو اس کی تعبیر بیان کر دیجئے کہ اپنے بڑے بالوں کو خواب میں چھوٹا دیکھنا کیسا ہے؟

تعبیر: خواب میں بالوں کا چھوٹا ہونا غم اور فکر کی علامت ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کیجئے اور ذکرُ اللہ کی کثرت کیجئے۔ ہو سکے تو راہِ خدا میں صدقہ کیجئے اِنْ شآءَ اللہ عافیت کا معاملہ ہو گا۔

خواب: آج صبح تقریباً فجر کے بعد مجھے خواب آیا کہ مجھ سمیت میری امّی اور باقی بہنیں نماز میں مشغول تھیں کہ گھر میں اندھیرا ہو گیا اور اچانک ہمارے کچن کے سب برتن نیچے گرنے لگے، جب ہم اس طرف متوجہ ہوئے تو ایک خوفناک ہاتھ اشارے سے ہمیں کچن کے اندر بلانے لگا، اسی دوران موبائل میں پیر و مرشد امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کا ویڈیو کلپ آیا جس میں انہوں نے اس مصیبت سے بچنے کے لئے یَاعَلِیْمُ اور یَارَءُوْفُ کا وِرد بتایا، میں نے سب کو یہ وظیفہ بتایا، اتنے میں میرے بھائی اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے ایک بزرگ کو ساتھ لے آئے۔ بس اسی وقت خوفزدہ کیفیت میں میری آنکھ کھل گئی۔ (بنتِ رمضان)

تعبیر: اللہ پاک آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو ہر طرح کی آزمائش سے محفوظ فرمائے، اس خواب کی وجہ سے پریشان نہ ہوں بعض اوقات شیطان اس طرح کے خواب دکھاتا ہے، شجرہ میں دیئے گئے اَوراد میں سے اپنی اور گھر کی حفاظت کے کچھ اَوراد کو معمول میں رکھئے۔

خواب: خواب میں بار بار صاف پانی دیکھنے کی تعبیر بتا دیجئے، پہلے پہل صرف ٹخنوں تک پانی نظر آیا پھر بعد کے خوابوں میں پانی کی روانی بڑھ گئی پھر رات کے منظر میں گہرا سمندر نظر آیا پھر مختلف خوابوں میں مسلسل سمندر ہی نظر آتا رہا، اتنا بڑا سمندر جس کا گویا کنارہ ہی نہ ہو۔ (ہمشیرہ حسن، لاہور)

تعبیر: صاف پانی کا دیکھنا اچھا ہے یونہی سمندر کا دیکھنا کسی بڑے شخص سے واسطہ پڑنے کی علامت ہوا کرتا ہے۔

خواب: میں خواب میں اندھیرا بہت دیکھتی ہوں، ایک گھر ہے وہاں گڑھوں میں کوئلے ہیں مجھے راستہ نہیں مل رہا بھاگ رہی ہوں۔ دوسرا خواب کافی پہلے دیکھا تھا کہ میں اور میری نند بیٹھی ہیں، کچھ لوگ ہمیں تنگ کر رہے ہیں، میں اسے بولتی ہوں آؤ ہم غوثِ پاک سے مدد مانگیں اور پھر ہم اَلْمدد یا غوثِ پاک پکارنے لگتے ہیں، اتنے میں ایک بزرگ نظر آتے ہیں جن کا چہرہ سرخ اور لباس، داڑھی اور عمامہ سب سفید تھے، پھر ہم درخت سے سیب توڑتی ہیں ان دونوں خوابوں کی تعبیر بتا دیجئے۔ (بنتِ خالد عطاریہ، کوٹ ادو)

تعبیر: بزرگ کی زیارت باعثِ برکت ہوتی ہے البتہ اندھیرا اور گڑھا کسی آزمائش کی طرف اشارہ ہے، اللہ پاک کی بارگاہ میں عافیت کی دعا کیجئے اور اس کے لئے راہِ خدا میں خرچ کیجئے۔

خواب: مجھے اکثر خواب میں ایسا لگتا ہے کوئی مجھ پر تعویذ کر رہا ہے لیکن میں خواب میں ہی دُرودِ پاک پڑھ رہا ہوتا ہوں جس پر وہ تعویذ والا بولتا ہے کہ جب تک یہ پڑھنا نہیں چھوڑے گا تب تک میں کچھ نہیں کر سکتا۔

تعبیر: یقیناً دُرودِ پاک کی بے شمار برکتیں ہیں اللہ پاک مصائب و آلام سے محفوظ فرماتا ہے، آپ اس کی کثرت کیجئے لیکن ضروری نہیں کہ حقیقت میں کوئی آپ پر تعویذ کر رہا ہو فقط خواب کی بنیاد پر کسی کے بارے میں سوچنا یا خود کو پریشانی میں مبتلا کرنا دُرست نہیں ہوتا، اللہ پاک کی ذات پر توکل رکھئے، اِنْ شآءَ اللہ ایسا کوئی معاملہ نہ ہو گا۔

خواب: مجھے خواب میں چھپکلی نظر آتی ہے۔

تعبیر: چھپکلی دیکھنے کی بہت سی تعبیریں ہیں جو کہ خواب دیکھنے والے کی شخصیت، مصروفیت اور حالات و واقعات کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتی ہیں، البتہ چھپکلی کا دیکھنا ایک برے شخص کی علامت ہے جو غیبت کرتا اور لوگوں کی چغلیاں کھاتا ہے۔

کیا آپ اپنے خواب کی تعبیر جاننا چاہتے ہیں؟

خواب کی تفصیلات بذریعہ ڈاک ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے پہلے صفحے پر دیئے گئے ایڈریس پر بھیجئے یا اس نمبر پر واٹس ایپ کیجئے۔ +923012619734

*نگرانِ مجلس مدنی چینل

آپ کے تاثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تاثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تاثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

علمائے کرام اور دیگر شخصیات کے تاثرات

1 مولانا قاری محمد لیاقت علی رضوی (مہتمم جامعہ دار العلوم کنز الایمان، چک نمبر 20، تحصیل ملکوال، منڈی بہاؤالدین): اَلحمدُلِلّٰہ دعوتِ اسلامی ایک نعمتِ الٰہی ہے جو تقریباً دین کے ہر شعبے میں خدمتِ دین اور خلقِ خدا کی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، اِس کی پُر خلوص کاوشیں قابلِ ستائش ہیں، "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بھی ایک قابلِ تعریف کاوش ہے جس میں بہت اہم اور ضروری موضوعات مختصر مگر جامع اور عام فہم انداز میں پیش کئے جاتے ہیں جو علمائے کرام کے ساتھ ساتھ عوامُ النّاس کی بھی راہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔

2 بنتِ عبید الرضا عطاریہ مدنیہ (جامعۃُ المدینہ گرلز، شاہین آباد، گوجرانوالہ): اَلحمدُلِلّٰہ جب سے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا آغاز ہوا ہے ہر ماہ اوّل تا آخر مطالعہ کیا ہے، ایک بھی شمارہ مِس نہیں ہوا، تمام شمارے محفوظ ہیں، "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" جہاں اسلامی بھائیوں کیلئے بہت مفید ہے وہاں اسلامی بہنوں کیلئے بھی انتہائی فائدہ مند ہے، یقیناً یہ ماہنامہ علمِ دین سکھانے والا ماہنامہ ہے، اس وقت اہلِ سنّت وجماعت کا محبوب ترجمان ہے، اس قدر دلچسپ ماہنامہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ اللہ پاک زورِ قلم اور زیادہ کرے۔

متفرق تاثرات

3 ماشآءَ اللہ! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" گھر گھر جا کر علمِ دین کے فیضان کو عام کر رہا ہے اللہ پاک مزید اس کے فیضان کو عام فرمائے، ہر ماہ اس کے آنے کا شدت سے انتظار رہتا ہے اور اس کے دلچسپ مضامین ایسا اپنی طرف کھینچتے ہیں کہ قاری کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ پہلے کس کو پڑھا جائے۔ (محمد منیر سعید عطّاری، درجہ خامسہ، جامعۃُ المدینہ سمہ سٹہ، بہاولپور، پنجاب) 4 اَلحمدُلِلّٰہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" انتہائی خوبصورت اصلاح و اعمال کا گلدستہ ہے، اس کا مطالعہ کرنے سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ (محمد اشرف، ماتلی، ضلع بدین) 5 میرا مشورہ یہ ہے کہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں سلسلہ "زیاراتِ مقاماتِ مقدسہ" بھی شامل کیا جائے۔ (رضوان احمد، ڈیرہ غازی خان، پنجاب) 6 اَلحمدُلِلّٰہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پڑھنے کا موقع ملا، اس کے تمام سلسلے بہترین ہیں، بالخصوص "بچوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اچھا لگا یہ ہمارے بچّوں اور بچیوں کیلئے علمِ دین حاصل کرنے اور ان کا مطالعہ بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے، میری کوشش ہے کہ جلد از جلد ماہنامہ کی سالانہ بکنگ کی سعادت حاصل کروں اور دوسرے اسلامی بھائیوں سے بھی بکنگ کرواؤں گا۔ (دیدار حسین چاچڑ، کنری، عمر کوٹ) 7 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، جب "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پڑھنے لگتے ہیں تو دل چاہتا ہے کہ ایک ہی نشست میں پورا پڑھ لیں، اَلحمدُلِلّٰہ ہمارے بچّے بھی بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ (بنتِ امجد، کراچی) 8 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پڑھ کر علم میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت بڑھتی ہے، اسلام کی بنیادی باتیں پتا چلتی ہیں، دل کو سکون ملتا ہے، نیکیوں میں وقت گزرتا ہے، اس ماہنامہ سے زندگی کیسے گزاری جائے اس حوالے سے راہنمائی ملتی ہے۔ (اُمِّ عمیر، M.A جناح روڈ، کراچی) 9 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی کیا بات ہے! یہ بہت اچھا میگزین ہے اور دن بدن دلچسپ ہو رہا ہے، نگرانِ شوریٰ کا سلسلہ "فریاد" بھی دلچسپ ہوتا ہے۔ (اُمِّ معاویہ بنتِ نور محمد، کراچی)

FEEDBACK

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تاثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

شانِ صحابہ

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَکْرِمُوا اَصْحَابِیْ فَاِنَّھُمْ خِیَارُکُمْ یعنی میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین (لوگ) ہیں۔ (شرح السنہ، 5/23، حدیث: 2246)

صحابی کا معنی ہے دوست، ساتھی جبکہ شریعت میں صحابی وہ انسان ہے جو ہوش و ایمان کی حالت میں حُضُورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھے یا صحبت میں حاضر ہو اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہو۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/334ملخصاً)

صحابۂ کرام کے فضائل و کمالات بہت زیادہ ہیں، ہم یہ سوچیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، ان کے رات دن کو دیکھا، اپنا تَن مَن دَھن (یعنی جسم و جان اور مال) سب نبیِّ پاک پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتے، نبیِّ پاک کی مبارک زبان سے نکلنے والے الفاظ سنے اور ان پر عمل کیا، کتنے خوش قسمت لوگ تھے وہ کہ ہر صبح حضور کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے تھے۔

صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دِید ہوتی تھی

صحابہ نے حضورِ انور کی صحبت پائی، حضور سے علم حاصل کیا، حضور کے جمال (مبارک چہرے) پر ایک نظر وہ کام کرتی ہے جو عمر بھر کے چلّے خلوتیں عبادتیں نہیں کرسکتیں کوئی اس جیسا نہیں ہوسکتا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/340ملخصاً)

اچھے بچّو! صحابۂ کرام کے ذریعے ہی ہمیں قراٰن ملا، دین ملا تو جو لوگ اتنے عظیم رتبے پر فائز ہیں ان کی عزت و تعظیم ہر مسلمان پر لازم و ضروری ہے۔ کبھی بھی ان کی شان میں کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جو ان کی شان کے لائق نہ ہو، ہمیں خود بھی ان کی بے ادبی سے بچنا چاہئے اور جو لوگ صحابۂ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں ان کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے۔

تمام صحابہ یقینی طور پر جنتی ہیں، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بذاتِ خود ان کے جنتی ہونے کا بیان فرمایا ہے اور اللہ پاک نے ان کے ساتھ بھلائی (اچھائی) کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو جن ہستیوں کے اتنے زیادہ فضائل ہیں ان کی ہمیں عزت کرنی چاہئے، ان کی شان میں گستاخی سے بچنا چاہئے، جب بھی ان کا ذکر کریں تو اچھے الفاظ میں ہی کریں۔

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

اللہ پاک ہمیں صحابۂ کرام کی عزت و تکریم کرتے رہنے اور بے ادبی سے بچتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

تو نشانِ عزمِ عالی شان، ارضِ پاکستان!

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

اچّھے بچّو!

امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری صاحب فرماتے ہیں:

پاکستان اسلام کا قلعہ ہے، اس میں اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام لینے پر کوئی پابندی نہیں ہے، ہم یہاں جتنی آزادی سے دِین کی خدمت کرسکتے ہیں اتنی آزادی سے کہیں اور نہیں کرسکتے۔ آج کل لوگ اپنے ملک کے ساتھ بے وفائی کرتے ہوئے اسے بُرا بھلا کہہ رہے ہوتے ہیں اور کہلوا رہے ہوتے ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ اچھے بچے گھر کی بات باہر نہیں کرتے۔ (ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط:73)، بڑھاپا سکون سے گزارنے کا نُسخہ، ص11)

پیارے بچّو! پتا چلا کہ ہمیں اپنے وطن پاکستان کو بُرا نہیں کہنا چاہئے۔ اپنا وطن اپنا ہوتا ہے جو اپنے وطن کی بُرائی کرتے ہیں وہ اپنی ہی بُرائی کرتے ہیں، ہمیں اپنے وطن کے ساتھ وفاداری کرتے ہوئے اس کی تعمیر و ترقی کی کوشش اور ہم وطنوں کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہئے۔ اللہ پاک ہمارے پیارے وطن پاکستان کی حفاظت فرمائے اور ہمارے ملک کو اِستحکام عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جملے تلاش کیجئے!: پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

(1) گھوڑے کے پاؤں زمین کے اندر دھنس گئے تھے (2) پاکستان اسلام کا قلعہ ہے (3) تمام صحابہ یقینی طور پر جنّتی ہیں (4) جو وقت آپ دیں گے اس کا نعمُ البدَل کوئی اور چیز نہیں ہوسکتی (5) تین سانسوں میں پانی کا گلاس ختم کرکے واپس رکھا اور کلاس روم کی طرف چل پڑا۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ 3 سے زائد جواب درست ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی تین تین سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں۔)

جواب دیجئے (اگست 2022ء)

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 01: ایران کے بادشاہ کے کنگن کس صحابیِ رسول کو پہنائے گئے؟

سوال 02: کس ہستی کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُمّت کا اَمین فرمایا؟

◄ جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے ◄ کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے ◄ یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر پر واٹس ایپ +923012619734 کیجئے ◄ 3 سے زائد جواب درست ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی تین خوش نصیبوں کو چار، چار سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں۔)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

حروف ملائیے!

ا	س	د	ف	گ	ھ	ج	ک	ل
پ	ہ	ی	ئ	م	ح	ر	م	ے
خ	ح	غ	ڑ	ظ	س	ذ	ع	ت
ڈ	ح	س	ن	ص	ی	ث	ل	ر
س	م	ح	م	د	ن	و	ی	ع
د	ف	ا	ط	م	ہ	ڈ	ص	و
ط	م	ن	ب	ط	چ	ش	ز	ق
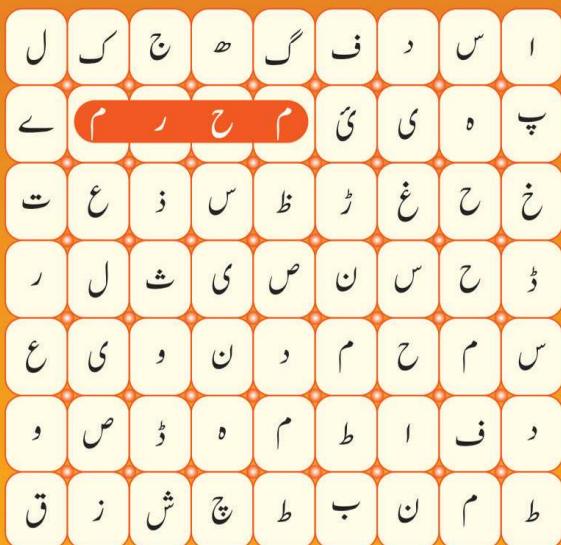
محرم اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ محرم کی 10 تاریخ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا۔ امام حسین کی امّی جان کا نام بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا، آپ کے ابو جان کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بھائی جان کا نام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ہے۔ امام حسن اور امام حسین ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نواسے ہیں اور آپ ان دونوں کے نانا جان ہیں۔

پیارے بچّو! آپ نے اوپر سے نیچے، سیدھی سے اُلٹی طرف حروف ملا کر 5 نام تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "محرم" کو تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔ اب یہ نام تلاش کیجئے: 1 محمد 2 علی 3 فاطمہ 4 حسن 5 حسین۔

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اگست 2022ء)

نام مع ولدیت:.................. عمر:...... مکمل پتا:..................

موبائل / واٹس ایپ نمبر:.................. (1) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

(2) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:...... (3) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

(4) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:...... (5) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اکتوبر 2022ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔

جواب یہاں لکھئے (اگست 2022ء)

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اگست 2022ء)

جواب 1:.................................... جواب 2:....................................

نام:.................. ولدیت:.................. موبائل / واٹس ایپ نمبر:..................

مکمل پتا:..

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اکتوبر 2022ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔

بچوں کے لئے موبائل اور سوشل میڈیا کا استعمال

مولانا آصف جہانزیب عطّاری مَدَنی*

ہم جس دور میں زندگی گزار رہے ہیں اس میں اولاد کی تربیت کے متعلق بہت سے مسائل درپیش ہیں جن میں ایک اہم مسئلہ بچے، موبائل اور سوشل میڈیا ہے، کیونکہ آج کل کے والدین مصروف ہیں، اولاد کی تربیت کے لئے وقت دینا ایک مشکل کام ہے، اب والدین نے بچوں کی شرارتوں سے بچنے کا ایک آسان ذریعہ یہ بنالیا ہے کہ اسمارٹ فون بچے کے حوالے کر دیا جائے، کیونکہ جب تک وہ موبائل بچے کے پاس رہے گا بچے کی شرارتوں سے گھر والے امان میں رہیں گے، گھر میں بھی سکون رہے گا اور والدین بھی اپنے کام بآسانی کرسکیں گے۔

اسی وجہ سے ہمارے بچے موبائل کے عادی ہو گئے۔ بچوں کو بھی ان چیزوں میں بہت اٹریکشن محسوس ہوتی ہے، لیکن سوشل میڈیا کی وجہ سے ان ننھے ذہنوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں ہم اس کا اندازہ ہی نہیں کرتے، آیئے! سوشل اسکرین دیکھنے اور میڈیا کے استعمال سے بچوں کو جو نقصانات ہو رہے ہیں ان کا ایک جائزہ ملاحظہ کیجئے:

1 ایک ریسرچ کے مطابق صرف 4 مہینے کا بچّہ اسکرین کا عادی بن چکا ہے اور والدین کی لاپرواہی کی وجہ سے اوسطاً ایک بچہ ساڑھے 4 گھنٹے اسکرین دیکھتا ہے۔

2 ہمارے بچے آج کل کارٹونز اور موویز کے عادی ہوتے جارہے ہیں جس کی وجہ سے بچوں کے رول ماڈل اور پسندیدہ لوگ بھی کارٹونز ہیں اور غیر محسوس طریقے سے ہمارے بچے غصیلے، لڑاکو اور ضدی ہوتے جارہے ہیں۔

3 بچوں کو ٹچ اسکرین کا استعمال تو بہت اچھے سے آرہا ہوتا ہے مگر جسمانی ایکٹیویٹیز میں بچے کمزور ہیں۔ مثال کے طور پر بچوں کو اپنا جوتا ٹھیک سے پہننا نہیں آتا مگر smart phone کا استعمال اچھے سے آتا ہے۔

4 ایک سائیڈ ایفیکٹ یہ بھی ہے کہ ہمارے بچوں کے اندر یکسوئی کی کمی ہوتی جارہی ہے یعنی بچے ٹِک کر کوئی کام نہیں کرسکتے، بچہ اسکرین پر اُچھل کُود، مَوج مَستی، چیخنا چلانا دیکھتا ہے، وہی عملی زندگی میں کرتا ہے۔

5 بچوں کے لئے سوشل میڈیا کے استعمال کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ بچوں میں گناہ اور حرام کی تمیز ہی ختم ہوتی جارہی ہے، اور دین سے دوری بچوں کے کچے ذہنوں کو تباہ کر رہی ہے۔

محترم والدین! بچوں کی تربیت ایک مشکل اور اہم کام ہے جس کے لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے، بچوں کو موبائل کے استعمال کی اجازت دینے کے حوالے سے چند گزارشات ہیں ان پر عمل کیا جائے تو موبائل اور سوشل میڈیا کے نقصانات پر کچھ نہ کچھ قابو پایا جاسکتا ہے۔

1 بچوں کو اگر موبائل سے دور رکھنا ممکن نہیں تو کم از کم ان کو موبائل میں کیا دیکھنا چاہئے اس چیز پر ہم کنٹرول کرسکتے ہیں، لہٰذا بچوں کو صرف وہی چیزیں دیکھنے دیجئے جو ان کی شخصیت پر اچھے اثرات مرتب کریں۔

2 بچوں کے لئے موبائل کے استعمال کا ٹائم فکس کیجئے اور اس پر سختی سے عمل کروایئے۔

3 بچوں کو جسمانی ایکٹیویٹیز کا ٹائم اور جگہ فراہم کیجئے تاکہ ان کی توجہ اسکرین کی طرف کم ہوسکے۔

4 بچوں کو اگر اسکرین کے ذریعے اخلاقی تربیت دینی ہے تو اس کے لئے بچوں کا مدنی چینل اور اس پر نشر ہونے والے کارٹون بہت مفید ہیں، جن میں بچوں کی اخلاقی تربیت بھی ہے اور بچے کا اسکرین ٹائم کا شوق بھی پورا ہو جاتا ہے۔

5 سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ خود ان کے لئے وقت نکالیں، کیونکہ جو وقت آپ دیں گے اس کا نعم البدل کوئی اور چیز نہیں ہوسکتی۔

* شعبہ بچوں کی دنیا (چلڈرنز لٹریچر)
المدینۃ العلمیہ، کراچی

زمین نے گھوڑے کو پکڑ لیا

مولانا محمد ارشد اسلم عطّاری مَدَنی*

ٹیوشن سے آنے کے بعد صُہَیب نے کہا: امّی جان! مجھے بھی دکھایئے! آپ نے کیا کیا شاپنگ کی، اُمِّ حبیبہ کمرے میں آئی اور اپنے ہاتھ دکھاتے ہوئے کہا: یہ دیکھو صہیب! میری چوڑیاں۔ واہ! آپی یہ تو بہت پیاری ہیں، مجھے بھی دکھایئے۔

صہیب نے شاپر میں جھانکتے ہوئے کہا: امّی جان اور دکھایئے! میرے لئے کیا خریدا؟ امی جان نے کہا: آپ کیلئے تو ہم کچھ بھی نہیں لائے، ہم تو بس آپی کی شاپنگ کرنے گئے تھے۔ صہیب نے رونے جیسا منہ بنایا اور ناراض ہو کر سائیڈ میں بیٹھ گیا۔

داداجان کمرے میں آئے، صہیب کا موڈ آف دیکھ کر کہنے لگے: بیٹا صہیب کیا ہوا؟ صہیب نے داداجان سے شکایت کرتے ہوئے کہا: اپنی اپنی شاپنگ کرلی اور میرے لئے کچھ بھی نہیں لائے۔ صہیب نے غصے سے کہا: اب میں آپی کی چوڑیاں رکھ لوں گا اور واپس بھی نہیں دوں گا۔

داداجان نے صہیب کو گود میں بٹھایا، ماتھے پر پیار کرنے کے بعد کہا: صہیب تو اچھا بچّہ ہے، اور جو اچھا بچّہ ہوتا ہے وہ ضد نہیں کرتا۔ داداجان نے صہیب کا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے کہا: میں تو ایک معجزہ سنانے والا تھا، مگر ابھی تو صہیب کا موڈ ہی آف ہے، اس لئے معجزہ اس وقت سناؤں گا جب صہیب کا موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔

معجزے کا نام سنتے ہی صہیب اپنی ضد بھول گیا اور داداجان کے سامنے بیٹھ گیا۔ خُبَیب نے خوش ہو کر کہا: **ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزے سنا صہیب کو بہت پسند ہے۔** دیکھو! کیسے اپنی ضد ختم کر دی۔ صہیب نے خوشی خوشی کہا: چُپ! سب جلدی سے چپ ہو جاؤ! داداجان نے معجزہ سنانا شروع کیا: ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مکہ میں پیدا ہوئے، وہاں زیادہ تر لوگ کافر تھے، جب آپ نے مکے والوں کو اسلام کی دعوت دی، اللہ پاک پر ایمان لانے اور مسلمان ہونے کا کہا تو آپ کی پیاری پیاری باتیں سن کر کچھ لوگ تو مسلمان ہو گئے لیکن کچھ کافر ایسے تھے جن کو لوگوں کا مسلمان ہونا اچھا نہ لگا۔

اُمِّ حبیبہ نے کہا: داداجان! مسلمان ہونا تو اچھی بات ہے، پھر کافروں کو بُرا کیوں لگا؟ داداجان نے بتایا: وہ خود کافر تھے، بس یہی چاہتے تھے کہ سب کافر ہی رہیں کوئی مسلمان نہ ہو یہی وجہ تھی کہ جب لوگ آہستہ آہستہ مسلمان ہونے لگے تو کافر ہمارے پیارے نبی کے دشمن بن گئے اور آپ کو تنگ کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ کافروں نے آپ کی جان لینے کا منصوبہ بنا لیا۔ اللہ پاک نے اپنے نبی کو کافروں کے اس منصوبے کا بتا دیا اور مکہ شہر چھوڑ کر مدینے چلے جانے کا فرما دیا۔

کچھ دن بعد کافروں نے رات کے وقت آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گھر کو گھیر لیا۔ پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سورۂ یٰسٓ پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے اور ان کے سامنے سے گزر کر چلے

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ بچّوں کی دنیا (چلڈرنز لٹریچر) المدینۃ العلمیہ، کراچی

گئے لیکن کسی بھی کافر کو نظر نہ آئے۔ کافروں کو جب صبح معلوم ہوا تو انہیں بہت غصہ آیا۔ خبیب نے سوال کیا: داداجان! کافر تو یہی چاہتے تھے کہ ہمارے نبی مکے سے چلے جائیں، اب تو انہیں خوش ہونا چاہئے تھا، پھر کافروں کو غصہ کیوں آرہا تھا؟ داداجان نے کہا: کافروں نے ہمارے پیارے نبی کو جان سے مارنے کا پلان بنایا تھا، ان کا پلان فیل ہو گیا، اس لئے انہیں غصہ آرہا تھا۔

داداجان تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئے اور پھر بولے: لیکن! پیارے نبی کے چلے جانے کے باوجود کافر کسی بھی طرح اپنا پلان پورا کرنا چاہ رہے تھے اسی لئے انہوں نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی پیارے نبی کو لائے گا اسے بہت سارا انعام دیا جائے گا۔

حضرت سُراقہ رضی اللہُ عنہ نے بھی یہ اعلان سنا تھا۔ اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے، ہمارے نبی کے صحابی بن گئے تھے۔ جب تک یہ مسلمان نہیں تھے انہیں صحیح غلط کا معلوم نہیں تھا۔ اس لئے حضرت سُراقہ انعام حاصل کرنے کیلئے، ہمارے نبی کی تلاش میں نکل گئے۔

وہ پیچھا کرتے کرتے ہمارے پیارے نبی کے پاس پہنچ گئے تھے۔ تینوں بچّوں نے حیرت سے پوچھا: اوہ! پھر آگے کیا ہوا داداجان؟ تو کیا وہ پیارے نبی کو دشمنوں کے پاس لے گئے؟ داداجان نے تیز آواز میں کہا: ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ہمارے نبی کو ہاتھ بھی لگا سکیں۔

حضرت سُراقہ جیسے ہی آگے بڑھے، **ان کے گھوڑے کے پاؤں زمین کے اندر چلے گئے، یوں سمجھ لو جیسے زمین نے گھوڑے کو پکڑ لیا ہو۔ یہ ہمارے نبی کا معجزہ ہی تھا، جو گھوڑے کے پاؤں زمین کے اندر دَھنس گئے تھے۔**

حضرت سُراقہ نے گھوڑا نکالنے کی بہت کوشش کی مگر نکال نہیں سکے۔ وہ ڈر گئے اور کہنے لگے: مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ خبیب نے کہا: پھر کیا ہوا داداجان؟ ان کا گھوڑا کیسے باہر نکلا؟ داداجان نے کہا: **ہمارے نبی تو اچھے ہیں، لوگوں کا خیال رکھتے ہیں، حضرت سُراقہ تو اس وقت مسلمان نہیں تھے، آپ کے صحابی بھی نہیں بنے تھے، دشمن تھے، پھر بھی ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی مدد کی اور انہیں پریشانی سے بچایا۔**

اُمِّ حبیبہ نے کہا: داداجان کیسے مدد کی؟ داداجان نے کہا: ہمارے نبی کا کہنا تو ہر چیز مانتی ہے، زمین، آسمان، سورج، چاند سب چیزیں، آپ نے دعا کی تو زمین نے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس طرح ہمارے نبی نے ان کی پریشانی دور کر دی۔

(بخاری، 2/593، حدیث: 3906 ماخوذاً)

ہمارے نبی کو تو معلوم تھا کہ حضرت سُراقہ انعام کی وجہ سے پیچھے پیچھے آئے ہیں، **اللہ پاک نے ہمارے نبی کو سب کا فیوچر بتایا ہوا ہے، آپ حضرت سُراقہ کا بھی فیوچر جانتے تھے** کہ ان کے آنے والے دن کیسے ہوں گے۔ آپ نے حضرت سُراقہ کا فیوچر بتاتے ہوئے کہا: سُراقہ تم (ایران کے بادشاہ) کِسریٰ کے سونے کے کنگن پہنوگے۔

اُمِّ حبیبہ نے کہا: تو پھر انہوں نے سونے کے کنگن پہنے تھے؟ داداجان نے خوش ہو کر کہا: ہمارے پیارے نبی نے بول دیا تو پھر تو یہ ہونا ہی تھا۔ کچھ وقت کے بعد حضرت سُراقہ رضی اللہُ عنہ مسلمان ہو گئے تھے، ہمارے نبی کے صحابی بن گئے تھے۔

بہت سالوں بعد جب مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہُ عنہ کے دورِ حکومت میں کافروں اور مسلمانوں کی لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں نے ایران فتح (Win) کیا تو انہیں بہت سارا سامان ملا، اس میں بادشاہ کے کنگن بھی تھے، حضرت عمر رضی اللہُ عنہ نے وہ کنگن حضرت سُراقہ رضی اللہُ عنہ کو پہنا دیئے۔ اس طرح ہمارے نبی کی بتائی ہوئی فیوچر والی بات بھی پوری ہو گئی۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، 2/145)

صہیب نے کہا: داداجان کیا فیوچر کی باتیں بتانا بھی ہمارے نبی کا معجزہ ہے؟ داداجان بولے: جی ہاں! اور ایسے معجزے بہت سارے ہیں۔ ایک تو یہی ہے جو آپ نے ابھی سُنا باقی میں آپ کو بعد میں سناؤں گا۔ آؤ! آپ کے لئے گفٹ لینے چلتے ہیں، صہیب جلدی سے کھڑا ہوا اور داداجان کے ساتھ چل دیا۔

واٹر کولر پر حملہ

مولانا حیدر علی مدنی

بچّوں کا پلے گراؤنڈ بھی دلچسپ منظر پیش کر رہا تھا، دو بچے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے، کچھ بچے فرِزْبی (frisbee-Flying Disc) سے کھیل رہے تھے اور ایک گروپ برف پانی کھیلنے میں مگن، ٹیچر فاروق اوپر کھڑکی سے یہ سب دیکھ رہے تھے تبھی بریک ٹائم ختم ہونے لگا تو سارے بچے کلاس رومز کی طرف واپس جانے سے پہلے واٹر کولر کی طرف پانی پینے کو بھاگے، تھوڑی دیر پہلے جو بچے گروپس کی شکل میں اپنی اپنی باری پر کھیل رہے تھے واٹر کولر کے پاس آتے ہی پانی پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے ایک فوج دوسرے ملک پر حملہ آور ہوتی ہے، جیسے تیسے جس کے ہاتھ میں گلاس آیا وہیں کھڑے ہو کر پینے لگا۔ ٹیچر فاروق جو کچھ دیر پہلے تک گراؤنڈ میں کھیلتے بچّوں کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے، انہی بچّوں کو پانی پیتے دیکھ کر ان کی مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔

دراصل ٹیچر فاروق کا اس اسکول میں آج پہلا دن تھا، تبھی وہ بچّوں کی ٹوٹل مصروفیات کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک بچہ آرام سے چلتے ہوئے واٹر کولر کے پاس آیا، بچّوں کے ہٹ جانے پر اس نے آگے بڑھ کر پانی کا گلاس بھرا اور پاس ہی رکھے بینچ پر بیٹھ کر تین سانسوں میں پانی کا گلاس ختم کر کے واپس رکھا اور کلاس روم کی طرف چل پڑا۔

بریک ختم ہونے کی گھنٹی بجی تو ٹیچر فاروق بھی اپنی کلاس کی طرف چل پڑے، کلاس میں داخل ہو کر انہوں نے دیکھا تو پہلی ہی لائن میں وہ بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ پہلا دن تھا تو سر فاروق نے سبھی بچّوں کو اپنا اپنا نام بتانے کا کہا، اپنی باری پر وہ بچہ بولا: مجھے سب پیار سے ننھے میاں کہتے ہیں۔ آج کا پیریڈ سر فاروق نے بچّوں کے ساتھ اِدھر اُدھر کی باتوں میں گزار دیا، باتیں بھی ایسی تھیں جن میں بچے دلچسپی لیتے ہیں یوں وہ نئے ٹیچر ہونے کے باوجود سر فاروق کے ساتھ بہت جلدی گُھل مل گئے تھے۔

پیریڈ ختم ہونے سے پہلے سر فاروق نے ننھے میاں کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا: بیٹا آپ کو پتا ہے کہ پانی پینے کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟

ننھے میاں بولے: جی سر! میں نے مدنی چینل پر غلام رسول کے مدنی پھولوں میں دیکھا تھا کہ بسم اللہ پڑھ کر، بیٹھ کر اور تین سانسوں میں دائیں ہاتھ سے پانی پینا چاہئے اور پینے سے

پہلے دیکھ لینا چاہئے کہ پانی میں کچھ گرا تو نہیں ہوا۔

ننھے میاں کا جواب سن کر سر فاروق بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں پیریڈ ختم ہونے کی گھنٹی بج چکی تھی۔

اگلے روز بریک ختم ہونے پر بچے کلاس روم میں آئے تو دیکھا سر فاروق پہلے سے ہی وہاں تھے، بچے السلام علیکم کہتے جاتے اور اپنی اپنی کرسی پر بیٹھتے جاتے۔ وائٹ بورڈ کے پاس ہی آج ایک اسٹول پر واٹر کولر رکھا ہوا تھا۔

سارے بچے آکر بیٹھ گئے تو سر فاروق بولے: اچھا تو بچّو آج کی کلاس میں ہم ایک ایکٹیوٹی کریں گے، پھر آپ نے ننھے میاں کے ساتھ چار مزید بچّوں کو اپنے پاس بلا کر چند پلے کارڈ تھما دیئے اور پھر واٹر کولر کے پاس کھڑا کر دیا اور پھر بچّوں کی طرف دیکھ کر کہا: تو بچّو آج ہم نے پانی پینے کی ایکٹیوٹی کرنی ہے، پہلے تو میری ایک بات توجہ سے سنیں: جہاں کہیں بھی ایک سے زیادہ بچے ہوں تو سب کو قطار میں لگ کر اپنی باری کا انتظار کرنا چاہئے، بھلے کوئی کہے یا نہ کہے ہم نے قطار ہی بنانی ہے، سمجھ گئے سب بچے؟

جی ہاں، سارے بچّوں نے باآوازِ بلند جواب دیا۔

چلیں اب میرے دائیں طرف والے بچّے پانی پینے کے لئے آئیں! سر فاروق کی بات سن کر بچّوں نے آگے بڑھ کر قطار بنانا شروع کر دی۔ پہلے بچے نے آگے بڑھ کر گلاس میں پانی بھرا اور پینے لگا تو سر فاروق جلدی سے بولے: رکو بیٹا! پھر سر نے ننھے میاں اور بچّوں کو کہا کہ اپنے اپنے پلے کارڈ بچّوں کی طرف گھمائیں:

ایک پر لکھا ہوا تھا: گلاس میں پانی اتنا ہی بھریں جتنا پینا ہو۔

دوسرے پر لکھا تھا: پانی بیٹھ کر اور سیدھے ہاتھ سے پینا چاہئے۔

تیسرے پر: پانی بِسمِ اللہ شریف پڑھ کر پینا چاہئے۔

چوتھے پر: پینے سے پہلے گلاس میں دیکھ لینا چاہئے کہ اس میں کوئی کیڑا مکوڑا وغیرہ تو نہیں۔

پانچویں پر: پانی تین سانس میں چوس چوس کر پینا چاہئے غٹ غٹ کرکے بڑے بڑے گھونٹ نہیں پینے چاہئیں۔

پیارے بچّو! یہ ہے پانی پینے کا اسلامی طریقہ، تو ابھی بھی اور آئندہ بھی آپ نے اسی طریقے سے پانی پینا ہے۔ سب بچے اونچی آواز سے بولے: یَس سر۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جون 2022ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) حسیب محمد (لاہور) (2) بنتِ اعجاز (کراچی) (3) رحیم بخش (میر پور ساکرو)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات:** (1) ذوالقعدۃ الحرام 5ھ میں (2) 21 ذوالقعدۃ الحرام 1433ھ۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام:** ❋ بنتِ عبد الحمید (کراچی) ❋ اویس عطّاری (راولپنڈی) ❋ محمد طیّب (ملتان) ❋ بنتِ وسیم احمد (ایبٹ آباد) ❋ غلام نبی (حیدر آباد) ❋ بنتِ عابد (کراچی) ❋ محمد حنیف افضل (بھکّر) ❋ بنتِ فاروق (حیدر آباد) ❋ محمد بشیر (پاکپتن شریف) ❋ ضیاء الدین (میانوالی) ❋ بنتِ شفقت (رحیم یار خان) ❋ محمد مبشر عطّاری (لاہور)۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جون 2022ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) محمد فضیل اشرف (ننکانہ) (2) میاں شہزاد (راجن پور) (3) بنتِ محمد تنویر (لاہور)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات:** (1) کھجوروں کا گچھا، ص55 (2) اچھوں کی صحبت میں رہئے، ص53 (3) حروف ملایئے، ص 53 (4) بندر اور شیرنی کی دوستی، ص59 (5) اُدھار آئس کریم، ص60۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام:** ❋ بنتِ علیم (کراچی) ❋ محمد صائم (ملتان) ❋ بنتِ فقیر حسین (رحیم یار خان) ❋ عزیر اطہر (ساہیوال) ❋ حمزہ (کراچی) ❋ بنتِ سیف (لیہ) ❋ سعد حسین (چنیوٹ) ❋ بنتِ محمد نواز (گجرات) ❋ محمد طلحہ (ننکانہ) ❋ حامد عطّاری (خان پور) ❋ بنتِ نور احمد (میر پور خاص) ❋ عبد اللہ (اوکاڑہ)۔

میں نے دین کے لئے کیا کیا؟

اُمِّ میلاد عطاریہ*

پیاری اسلامی بہنو! یقیناً یہ اللہ پاک کا احسان ہے کہ ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئیں، اور یہ دین ہمیں آسانی سے مل گیا لیکن اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ دینِ اسلام کی خاطر کئی جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا، جسمانی مشقتیں اور صعوبتیں برداشت کی گئیں، مال کی قربانی کے ساتھ ساتھ خاندان یہاں تک کہ اولاد کی قربانیاں بھی دی گئیں اور دینِ حق کی سربلندی کے لئے مَردوں کی قربانیاں اپنی جگہ مگر اس حوالے سے صحابیات و صالحات اور بزرگ خواتین کی قربانیوں کی فہرست بھی نہایت طویل ہے۔ چنانچہ کلمہ پڑھنے کے سبب صحابیۂ رسول بی بی سُمَیّہ کو نیزہ مار کر شہید کیا گیا، شہزادیِ رسول بی بی زینب کو اونٹنی سے گرایا گیا جس سے ان کو شدید صدمہ پہنچا، بی بی خُنَساء نے میدانِ قادِسیہ میں اپنے چار بیٹے راہِ خدا میں دے دیئے اور چار شہیدوں کی ماں ہونے پر شکرِ خدا بجالائیں، بی بی اُمِّ عُمارہ نے نہ صرف اُحد کے میدان میں تیرہ زخم کھائے بلکہ جنگِ یمامہ میں آپ کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور جسم پر نیزہ و تلوار کے 12 گھاؤ سہے، جنگِ اُحد میں ایک بی بی رسولُ اللہ کی خیریت طلبی کی خاطر اپنے باپ، بھائی اور شوہر کی شہادت کو کسی خاطر میں نہ لائیں، یونہی حضرت حمنہ رضی اللہُ عنہا کو ایک ہی وقت میں خالو، بھائی اور شوہر کی شہادت کی خبر دی گئی مگر آپ صابرہ ثابت ہوئیں، حضرتِ صفیہ نے اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہُ عنہ کی دردناک شہادت پر فرمایا: یہ راہِ خدا میں ہوا ہے تو میں اس پر راضی ہوں، حضرت اسماء بنتِ ابو بکر رضی اللہُ عنہما نے اپنی جوانی میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہجرت کے راز کو راز رکھنے کی خاطر ابوجہل کا تھپڑ برداشت کیا اور بڑھاپے میں بیٹے کو دین کی خاطر دی جانے والی تکالیف کا صدمہ برداشت کیا اور بیٹے کی شہادت پر صابرہ وشاکرہ ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

خواتین دین کی خدمت کیسے کریں؟ ان بزرگ خواتینِ اسلام کی یہ عظیم قربانیاں یقیناً آج کی اسلامی بہنوں، ماؤں اور بیٹیوں کو راہِ عمل پر آنے اور دین کی خاطر کچھ کر گزرنے کا درس دے رہی ہیں، آج ہم سے جان کی قربانی نہیں مانگی جارہی لیکن کم سے کم اتنا تو ہو کہ فی زمانہ خدمتِ دین کی سب سے بڑی اور مخلص تحریک دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیں اور اللہ پاک کی رضا کے لئے اپنے وقت، مال اور بھاگ دوڑ کے ذریعے نیکی کی دعوت پھیلانے، برائی کا سیلاب روکنے میں مگن ہو جائیں۔ خواتین کو چاہئے کہ سب سے پہلے خدمتِ دین کے لئے دل میں اخلاص پیدا کریں، اللہ پاک سے دین کی اچھی خدمت کی دعا مانگیں، صدقِ دل سے خود بھی اس کام کے لئے آمادہ ہو جائیں اور اپنے شوہر، اولاد اور دیگر محارم کو بھی آمادہ کریں، اس راہ میں ثابت قدم رہنے کے لئے بزرگ خواتین کی سیرت کو یاد رکھیں، بہتر نقوش پر دین کی خدمت کرنے کے لئے خدمتِ دین کے آداب بھی سیکھیں، کیونکہ کئی خواتین دین سے ناواقفی کے سبب سُدھار کے بجائے بگاڑ پیدا کر دیتی ہیں اور یوں جسے دین کے قریب لانا تھا وہ بدظن ہو کر دینی کاموں سے دور چلی جاتی ہے اس لئے ناقص مشورہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے کورسز کر لیجئے اس کے علاوہ دوسروں کو صرف زبانی ہی نہیں بلکہ اپنے کردار سے بھی اس طرح دین کی ترغیب دیجئے کہ فرائض و واجبات کے علاوہ سنن و مستحبات کی بھی خوب پابندی کیجئے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* نگران عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مدنی*

01 کیا عورت ایسے جوتے استعمال کر سکتی ہے جس میں چاندی کا کام ہوا ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورتوں کے لیے ایسے جوتے استعمال کرنا، جائز ہے جس میں چاندی کا کام کیا ہوا ہو؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورتوں کے لئے سونا اور چاندی پہننا، مطلقاً جائز ہے لہٰذا عورتوں کے لیے ایسے جوتے پہننا بھی جائز ہے جن میں چاندی کا کام ہوا ہو۔

رد المحتار میں ہے: ”لا بأس لهن بلبس الديباج والحرير والذهب والفضة واللؤلؤ“ یعنی عورتوں کے لیے موٹا ریشم، باریک ریشم، سونا، چاندی اور موتی پہننا جائز ہے۔ (رد المحتار، 8/582)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں چاندی کے کام والے جوتے استعمال کرنے کے متعلق ہے: ”سئل ابو حامد عن امرأة لها صندلة في موضع القدم عنها سك متخذ من غزل الفضة وذلك الغزل مما يخلص، هل يجوز لها استعمال تلك الصندلة؟ فقال نعم“ یعنی ابو حامد سے ایک عورت کے بارے میں سوال کیا گیا، جس کے پاس تسموں والی جوتی ہے اس میں پاؤں رکھنے کی جگہ پر چاندی کے دھاگے سے بنی ہوئی، موٹی تہہ لگی ہے، یہ دھاگہ خالص چاندی کا ہے تو کیا عورت کے لیے اس جوتی کا استعمال حلال ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ، 18/122)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں عورت کے لیے چاندی کی چپل پہننے کے بارے میں فرماتے ہیں: ”سُچے کام کا جوتا عورتوں کے لیے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشر طیکہ مغرق نہ ہو، نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو۔“ (فتاویٰ رضویہ، 22/150)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

02 دو ماہ کا حمل ساقط ہونے پر عدتِ وفات پوری کرنا ہو گی یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا شوہر 30 نومبر کو وفات پا گیا، اسی دن پتا چلا کہ عورت حاملہ ہے۔ 22 دسمبر کو عورت کو مسلسل حیض کے دنوں کی طرح خون آرہا ہے اور ساتھ میں گوشت کے لوتھڑے بھی نکل رہے ہیں۔ چیک کرنے پر پتا چلا کہ حمل ضائع ہو گیا ہے۔ حمل تقریباً دو مہینے کا تھا۔ اس صورت میں عدتِ وفات پوری کرنا ہو گی یا عدت ختم ہو گئی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں عورت پر لازم ہے کہ شوہر کی وفات سے چار ماہ دس دن عدت گزارے۔ دو مہینے کا حمل ساقط ہونے سے عدت پوری نہیں ہوئی کیونکہ حمل ساقط ہونے سے عدت پوری ہونے کی شرط یہ ہے کہ بعض یا کُل اعضا بن چکے ہوں اور اعضا چار مہینے یا ایک سو بیس دن میں بنتے ہیں، اس سے پہلے اعضا نہیں بنتے۔ چونکہ دو ماہ کا حمل ساقط ہوا ہے تو یہ خون کا لوتھڑا یا گوشت کا ٹکڑا تھا جس کے اعضا نہیں بنے تھے، اسی بنا پر حمل ساقط ہونے سے عدت پوری نہیں ہوئی۔ (بدائع الصنائع، 3/311، رد المحتار، 5/192، بہارِ شریعت، 2/239)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

*محقق اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

حضرت لیلیٰ بنتِ ابی حثمہ رضی اللہ عنہا

مولانا وسیم اکرم عطاری مدنی*

وہ مظلوم خواتین جنہیں قبولِ اسلام کے بعد سخت ترین اذیتوں کا سامنا رہا ان میں سے ایک حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ آپ صحابیِ رسول حضرت ابو حَثْمَہ بن حُذَیفہ رضی اللہ عنہ کی شہزادی اور صحابیِ رسول حضرت سلیمان بن ابو حَثْمَہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں۔[1] حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کا تعلق عرب کے معزز قبیلے قُرَیش کے خاندان بَنُوعَدی سے ہے۔ آپ مشہور صحابیِ رسول حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں جنھوں نے سرزمینِ حبشہ کی طرف دو بار ہجرت کی، نیز غزوۂ بدر، اُحد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔[2] حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے آپ کی کنیت اُمِّ عبدُ اللہ ہے۔[3] حضرت لیلیٰ بنتِ ابی حثمہ قدیمُ الاسلام صحابیہ ہیں۔[4] آپ کو دو قبلوں (بیتُ المقدس اور بیتُ اللہ شریف) کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا۔[5] اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حَبَشہ کی جانب ہجرت کی تھی ان مہاجرینِ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ اور آپ کے شوہر بھی شامل تھے[6] چنانچہ اُسْدُ الْغَابَہ میں ہے: آپ ہجرت کرنے والی اولین خواتین میں سے تھیں، آپ نے دو ہجرتیں کیں، ایک حبشہ اور دوسری مدینے کی طرف۔ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے ہجرت کر کے مدینے شریف میں داخل ہونے والی خوش قسمت خاتون آپ ہی ہیں۔ ایک قول کے مطابق سب سے پہلے ہجرت کرنے والی خاتون اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔[7]

امام زُرقانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ساتھ جبکہ اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے تنِ تنہا ہجرت فرمائی۔[8]

حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کو ابتدائے اسلام میں بہت سی سختیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا اور آپ پر بے انتہا ظلم و ستم ڈھائے گئے، مگر آپ اسلام پر ثابت قدم رہیں بالآخر اللہ پاک نے آپ کو ان اذیتوں سے نجات عطا فرمائی۔[9]

آپ ان خوش قسمت خواتین میں سے ایک ہیں جن کو بارگاہِ رسالت سے تربیت کے مدنی پھول عطا ہوتے تھے، چنانچہ ایک بار آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت عبدُ اللہ سے فرمایا: آؤ تمہیں کچھ دوں، تو حُضُور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا دینے کا ارادہ ہے؟ عرض کی: کھجور۔ فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو یہ تمہارے ذِمّے جھوٹ لکھا جاتا۔[10]

(1) الاصابۃ، 8/303 (2) مستدرک، 4/433، رقم: 5587 (3) اسد الغابۃ، 7/277 (4) الاصابۃ، 8/303 (5) اسد الغابۃ، 7/277 (6) سیرتِ مصطفیٰ، ص126 ماخوذاً (7) اسد الغابۃ، 7/277 (8) شرح زرقانی، 2/91 (9) مستدرک، 5/78، رقم: 6979 ماخوذاً (10) ابوداؤد، 4/387، حدیث: 4991۔

* شعبہ فیضانِ صحابیات وصالحات، المدینۃ العلمیہ کراچی

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

مولانا عمر فیاض عطّاری مَدَنی*

عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں امام صاحبان کے لئے سنّتوں بھرے اجتماع کا انعقاد

میرے جنازے کو ایسا شخص کندھا نہ دے جو صحابیِ رسول حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے چڑتا ہو۔ امیر اَہلِ سنّت کی وصیت

18 مئی 2022ء کی شب عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں امام صاحبان کے لئے سنّتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں دور و نزدیک سے کثیر عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔ اجتماع میں امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے سنّتوں بھرا بیان فرمایا جس میں عاشقانِ رسول کو مسجدوں کی آباد کاری اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سمیت دیگر امور پر قیمتی مدنی پھول عطا فرمائے۔ اجتماعِ پاک میں شریک امام صاحبان نے امیرِ اہلِ سنّت سے مختلف سوالات بھی کئے جن کے آپ نے علم و حکمت سے بھرپور جوابات ارشاد فرمائے۔ کاتبِ وحی حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہُ عنہ سے متعلق کئے گئے سوال کے جواب میں امیرِ اہلِ سنت نے اپنے جذبات کا اِظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہُ عنہ جنّتی صحابی ہیں، آپ کی شان و عظمت پر کئی احادیث موجود ہیں، مجھے حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت پُرانا پیار ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان حضرتِ سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ بلند ہے۔ کروڑہا درجے بلند بھی کہوں تو کم ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت امیرِ معاویہ صحابی نہیں ہیں۔ معاذاللہ۔ امیر اہلِ سنت نے اپنے مریدین کو یہ وصیت کی کہ میرے جنازے کو ایسا شخص کندھا نہ دے جو صحابیِ رسول، کاتبِ وحی حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے چڑتا ہو۔ مجھے ایسا کندھا نہیں چاہئے جو گستاخِ رسول ہو، گستاخِ صحابہ و اہلِ بیت ہو، ایسا کندھا کسی کام کا نہیں ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی صحابی، کسی امام اور کسی بھی ولیُ اللہ کے خلاف ہمیں کسی سے سننا ہی نہیں ہے کہ وسوسہ آئے۔ اِن کو وہ سنے جس میں لچک ہو، جو دیوار نرم ہوتی ہے وہاں کیل گڑھ جاتی ہے۔ ہمیں نرم دیوار نہیں بننا، ہمیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا ہے۔

”ٹرانسلیشن ڈیپارٹ دعوتِ اسلامی“ کے اسلامی بھائیوں کے درمیان ٹریننگ سیشن

مفتیِ دعوتِ اسلامی مفتی قاسم عطّاری نے بیان فرمایا

دعوتِ اسلامی کے شعبہ ٹرانسلیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت 21 مئی 2022ء کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ٹریننگ سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں ٹرانسلیشن ڈیپارٹ کے ملک و بیرونِ ملک

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

(افریقہ، یورپ، ایشیا) میں موجود ٹرانسلیٹرز، مفتشین اور دیگر ٹیم ممبرز نے شرکت کی۔ سیشن میں شیخ الحدیث والتفسیر مفتی دعوتِ اسلامی مفتی محمد قاسم عطّاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے شُرکا کی تربیت کی۔ ترجمے کے کام کی اہمیت و عظمت بیان کرتے ہوئے مفتی قاسم عطّاری کا کہنا تھا کہ ”حدیث کا ترجمہ کرنے والا رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ان کے احکامات کی ترجمانی کررہا ہوتا ہے۔ اردو ترجمہ پڑھنے والا یہ نہیں کہتا کہ ترجمہ نگار کا فرمان ہے بلکہ وہ یہی کہتا ہے کہ رسولُ اللہ کا فرمان ہے۔“ انہوں نے مزید کہا کہ ترجمہ بنیادی طور پر ایک زبان کے کلام کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کا نام ہے، ایک زبان کی فصاحت، زورِ بیانی، تہذیب، سوچ، نظریات، حسنِ بیان اور ذوق کو دوسری زبان میں منتقل کرنے سے ہی ترجمے میں نکھار آتا ہے اور اس کے لئے مسلسل کوشش اور سیکھنے کی تگ و دو میں رہنا ضروری ہے۔ ترجمے کی روح یہی ہے کہ جن الفاظ اور قیودات کا اصل زبان میں لحاظ کیا گیا ہے اس کا لحاظ ترجمہ شدہ زبان میں بھی رکھا جائے البتہ اس میں ہر زبان کی فصاحت اور حسنِ بیان کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔

نشتر ٹاؤن لاہور کے علاقے اٹاری سروبہ میں جامعۃُ المدینہ و مدرسۃُ المدینہ گرلز کا افتتاح

افتتاحی تقریب میں رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطّاری کا بیان

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام نشتر ٹاؤن لاہور کے علاقے اٹاری سروبہ نزد دربار بابا برکت شاہ میں جامعۃ المدینہ و مدرسۃ المدینہ گرلز ”فیضانِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا“ کا افتتاح کیا گیا جس میں اہلِ محلہ اور ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر رکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطّاری نے ”مساجد و مدارس بنائیں“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور وہاں موجود عاشقانِ رسول کو راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کرنے کے فضائل بیان کئے اور کہا کہ بنانے والوں نے مسجد بنادی ہے اب بسانے والوں نے اِسے بسانا ہے، آپ اللہ کے گھر کو آباد کریں گے تو اس کی برکت سے اللہ رَبُّ العزّت آپ کے گھر کو آباد فرمائے گا۔ رکنِ شوریٰ نے شُرکا کو دعوتِ اسلامی کے اجتماعات اور مدنی مذاکروں میں شرکت کرنے، مدنی قافلوں میں سفر کرتے رہنے اور دینی کاموں میں مصروف رہنے کی ترغیب بھی دلائی جس پر شُرکا نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کرتے ہوئے دینی کاموں میں شمولیت اختیار کرنے کی نیتیں کیں۔

میلسی میں فیضان اسلامک اسکول سسٹم کی برانچ کا افتتاح

افتتاحی تقریب میں سیاسی و سماجی راہنماؤں اور ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی کی شرکت

13 مئی 2022ء کو دعوتِ اسلامی کے تحت میلسی میں ”**فیضان اسلامک اسکول سسٹم**“ کی برانچ کا افتتاح کردیا گیا۔ افتتاحی تقریب میں نگرانِ شعبہ تعلیم مبلغ دعوتِ اسلامی عبدالوہاب عطّاری نے سنتوں بھرا بیان کیا جبکہ پرنسپل فیضان اسلامک اسکول سسٹم پروفیسر محمد عامر عطّاری نے معزز مہمانوں کو اسکول کے نصاب اور اسلامک اسکولنگ سسٹم کے حوالے سے بریف کیا۔ اس موقع پر مجلس رابطہ ذمہ دار ملتان ڈویژن فدا علی عطّاری، نگران کابینہ میلسی مظہر عطّاری مدنی، پی ٹی آئی ممبر قومی اسمبلی اورنگزیب خان کھچی، ایم پی اے و سابق صوبائی وزیر ٹرانسپورٹ پنجاب محمد جہانزیب خان کھچی، صدر پریس کلب عزیز اللہ شاہ، جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن تاجران ملک کاشف، جوائنٹ سیکرٹری مرکزی انجمن تاجران ملک محمد حنیف سمیت شہر بھر سے مختلف سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ شخصیات نے دعوتِ اسلامی کے دینی، تعلیمی اور فلاحی کاموں کو سراہا اور دعوتِ اسلامی کی ترقی میں اپنے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

توجہ فرمائیں!

دعوتِ اسلامی کی جانب سے استخارہ سروس کو مزید بہتر بنانے کے لئے استخارہ نمبر کی تبدیلی کی گئی ہے۔ اگر آپ دعوتِ اسلامی کے مرکز ”فیضانِ مدینہ“ سے استخارہ کروانا چاہتے ہیں تو نیچے دیئے گئے نمبر پر ابھی کال فرمائیں، اِن شآءَ اللہ دورانِ کال ہاتھوں ہاتھ استخارہ کرکے اسی وقت آپ کو استخارے کا جواب دے دیا جائے گا۔

نوٹ: صرف مرد حضرات کال کیجئے!

خواتین اپنے محارم کے ذریعے کال کروائیں، جزاک اللہ خیراً

02137171711

محرمُ الحرام کے چند اَہم واقعات

پہلی محرم الحرام 24ھ یومِ عرس
مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439 تا 1443ھ اور مکتبۃُ المدینہ کی دو جلدوں پر مشتمل کتاب **"فیضانِ فاروقِ اعظم"** پڑھئے۔

2 محرم الحرام 200ھ یومِ وصال
حضرتِ سیّدنا شیخ ابو محفوظ اسدُ الدّین معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439ھ اور مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"شرح شجرۂ قادریہ رضویہ، صفحہ 67"** پڑھئے۔

5 محرم الحرام 664ھ یومِ عرس
مشہور ولیُّ اللہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439، 1440ھ
اور مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"فیضانِ بابا فرید گنج شکر"** پڑھئے۔

10 محرم الحرام 61ھ واقعۂ کربلا
شہادت نواسۂ رسول، امامِ عالی مقام حضرت امام حسین اور آپ کے رُفقا رضی اللہ عنہم
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439 تا 1443ھ
اور مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"سوانحِ کربلا"** پڑھئے۔

14 محرم الحرام 1402ھ یومِ وِصال
شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439ھ
اور کتاب **"جہانِ مفتیِ اعظم ہند"** پڑھئے۔

18 محرم الحرام 1427ھ یومِ وصال
مرحوم رکنِ شوریٰ، حافظ مفتی محمد فاروق عطّاری رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439، 1440ھ اور مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"مفتیِ دعوتِ اسلامی"** پڑھئے۔

28 محرم الحرام 832ھ یومِ وِصال
محبوبِ یزدانی حضرت مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439ھ پڑھئے۔

محرم الحرام 14 یا 15ھ جنگِ قادسیہ
خلافتِ فاروقی میں 10 ہزار مسلمانوں نے 1 لاکھ سے زائد کفار کا مقابلہ کیا، اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیمُ الشّان فتح و نُصرت عطا فرمائی۔
مزید معلومات کے لئے
مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"فیضانِ فاروقِ اعظم، 2/668 تا 676"** پڑھئے۔

محرم الحرام 14ھ وِصال مبارک
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابو قحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439ھ اور مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"فیضانِ صدیقِ اکبر، صفحہ 63، 64، 75"** پڑھئے۔

محرم الحرام 16ھ وِصالِ مبارک
کنیزِ رسول، حضرت بی بی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439، 1440ھ اور مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"سیرتِ مصطفےٰ، صفحہ 685"** پڑھئے۔

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم
"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

صبر کرنا کربلا والوں سے سیکھئے

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اللہ پاک کی طرف سے جب بندے کے لئے کوئی مرتبہ مقدر ہو اور بندہ اپنے کسی عمل کے ذریعے اُس تک نہ پہنچ پائے تو اللہ اُسے جسمانی یا مالی یا اولاد کی پریشانی میں مبتلا فرما دیتا ہے، پھر اُسے صَبْر کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اُسے اُس مرتبے تک پہنچا دیتا ہے جو اللہ پاک کی طرف سے اس کے لئے مُقدّر ہوتا ہے۔ (ابوداؤد، 3/246، حدیث: 3090)

اے عاشقانِ رسول! کسی کا چھوٹا بچّہ فوت ہو جائے یا پھر جوان بیٹا دنیا سے چلا جائے تو عام طور پر والدین اور دیگر قریبی رشتے داروں کے لئے صبر کرنا دشوار ہو جاتا ہے، بسا اوقات تو ایسے موقع پر زبان سے بے صبری میں ایسے اَلفاظ بھی نکل جاتے ہیں جو نہیں نکلنے چاہئیں، بلکہ مَعاذَ اللہ بعض اوقات تو وہ کُفریہ باتیں بَک دی جاتی ہیں جو ایمان کو برباد کر دیتی ہیں، اور ایمان کے ساتھ ساتھ ساری نیکیاں بھی ضائع ہو جاتی ہیں، لہٰذا فوتگی کے موقع پر بولے جانے والے مختلف غلط اور کفریہ الفاظ وجملوں وغیرہ کے متعلق معلومات اور ان کے ضروری احکام جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"کُفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب"** صفحہ نمبر 489 سے لے کر 496 تک ضرور پڑھئے۔ نیز یہ بھی یاد رکھئے کہ صبر جتنا دُشوار ہوگا قیامت کے دِن میزانِ عمل میں وہ اُتنا ہی وزن دار ہو گا اور اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم ثواب بھی اُتنا ہی زیادہ ملے گا۔ نیز ایسے افراد کو یوں بھی سوچنا چاہئے کہ میدانِ کربلا میں جب چھ ماہ کے ننھے منے شہزادے علی اصغر رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش کیا تھا تو ان کے والدِ محترم، امام عالی مقام، امام حسین رضی اللہ عنہ اور ننھے شہید کی اَمّی جان نے بھی صبر کیا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے جوان بیٹے حضرتِ سیّدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ بھی میدانِ کربلا میں تین دِن کے بھوکے پیاسے شہید کئے گئے۔ امام عالی مقام کے بھائی حضرت سیّدنا عباس علمدار، بھانجے بھتیجے بھی شہید ہوئے حتّٰی کہ خود امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کیا گیا، ان تمام مصیبتوں کے باوجود بھی اہلِ بیتِ اَطہار کی مبارک زبانوں پر بے صبری کا ایک لفظ تک نہ آیا اور انہوں نے صبر کی ایک انوکھی مثال قائم کی۔ **"بے شک اللہ پاک صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"** اس بات کی خوش خبری بھی خود قراٰنِ کریم میں صابرین کو دی گئی ہے۔ تو پھر بے صبری کر کے ہم اپنے ثواب کو کیوں ضائع کریں! اس لئے ہمیں صبر ہی کرنا چاہئے۔ اللہ پاک کربلا والوں کے صدقے ہمیں اپنی رضا پر راضی رہنے اور مصیبتوں پر صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(نوٹ: یہ مضمون 16 ربیعُ الاوّل 1440 ہجری کو عشا کی نماز کے بعد ہونے والے ہفتہ وار مدنی مذاکرے کی مدد سے تیار کر کے امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ سے نوک پلک سنوروا کر پیش کیا گیا ہے۔)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net
ISBN 978-969-631-974-0
0125764